۱۴/۵

هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

۷ جون ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِیْمَانًا بِاللّٰهِ، وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ، وَرِیَّهٗ، وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) اللہ پر ایمان لاکر اس کے وعدہ کو سچا سمجھ کر گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا پینا، لید اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے میزان اعمال میں ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَكَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ سَبْعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اونٹنی لے کر آیا جس کے مہار پڑی ہوئی تھی۔ اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز اس کے عوض میں تجھ کو سات سو اونٹنیاں ملیں گی کہ تمام کے مہار پڑی ہوگی۔

وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ وَیُقَالُ اَبُوْ سُعَادٍ وَیُقَالُ اَبُوْ اَسَدٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَامِرٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَمْرٍو وَیُقَالُ اَبُو الْاَسْوَدِ وَیُقَالُ اَبُوْ عَبْسٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ۔ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ" ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو حماد ان کی کنیت مختلف طرح پر ہے چنانچہ ابو سعاد، ابو اسد، ابو عامر، ابو عمرو، ابو الاسود، ابو عبس (نقل کی گئی ہیں) عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر میں نے فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ (آیت) واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ (یعنی کافروں کے مقابلہ میں اپنی استطاعت کے مطابق تیاری کرو رہیں) قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ خبردار قوت تیراندازی ہی ہے، خبردار قوت سے مراد تیراندازی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "سَتُفْتَحُ عَلَیْكُمْ اَرَضُوْنَ وَیَكْفِیْكُمُ اللّٰهُ، فَلَا یَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ فرماتے تھے کہ عنقریب زمینیں تمہارے ہاتھ پر فتح ہوں گی اور خدا تمہاری مدد کرے گا۔ لہٰذا تم میں سے کوئی شخص تیربازی میں کمزوری نہ کرے۔

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرِ الْجَنَّةَ صَانِعَهٗ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ، وَالرَّامِیَ بِهٖ وَمُنْبِلَهٗ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْیَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ كَفَرَهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ایک تو اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں بھلائی کا قصد کرتا ہے اور دوسرے اس کے چلانے والے کو اور تیسرے اس کو جو (تیرانداز کو) تیر پکڑا رہا ہے (اے لوگو!) تیراندازی کرو اور سواری سیکھو اور اگر تم تیراندازی سیکھو تو میرے نزدیک سواری سیکھنے سے زیادہ پسند ہے اور جو تیراندازی سیکھ کر اعراض کرکے اس کو چھوڑ دے تو اس نے ایک نعمت خداوندی کو چھوڑ دیا یا یوں فرمایا کہ اس نے ناشکری کی۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَفَرٍ یَّنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِیًا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت پر سے گذرے جو آپس میں تیراندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسمٰعیل تیراندازی کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ (حضرت اسمٰعیل بھی تیرانداز تھے۔

وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (لڑائی) چال اور فریب کا نام ہے۔

(بخاری و مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ جون ۱۹۶۸ء | شمارہ ۵

بیت المقدس کی حیثیت

۵ جون کو تمام عالم اسلام میں یوم بیت المقدس منایا جا رہا ہے۔ جس میں دنیا بھر کے مسلمان بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف احتجاج کرکے دنیا کی رائے عامہ کو ہموار کرنے کی کوشش کریں گے۔

"بیت المقدس" کی موجودہ حیثیت کے بارے میں صرف اہل اسلام ہی رنجیدہ خاطر نہیں ہیں بلکہ عیسائیوں میں بھی یہودیوں کے ظالمانہ اور غاصبانہ اقدام کے خلاف سخت اشتعال اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور اب تو مغربی اقوام بیت المقدس کے خلاف ایک اور سازش میں مصروفِ کار ہیں اور وہ یہ کہ صرف بیت المقدس کو اردن کے قبضہ میں اس طرح دے دیا جائے کہ ان مقدس مقامات کے احترام کی تقریبات کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے اور باقی پورا شہر علی حالہ اسرائیل کی جارحیت اور اس کی جارحانہ دست برد کا شکار رہے ـــ تازہ ترین خبروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اقوام متحدہ میں اس عنوان کی کوئی قرارداد بھی مرتب کی جا رہی ہے۔ اس نوعیت کی قرارداد میں بظاہر تو اہل اسلام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے ترتیب دی جاتی ہیں۔ لیکن دراصل مغربی اقوام کے یہ تمام اقدامات اہل اسلام کی عزت و شوکت کو خاک میں ملانے اور ان کے مقدس ترین مقامات کی عظمت گھٹانے کی کوششوں کے ناپاک اور مکروہ سلسلہ کی خطرناک کڑیاں ہیں۔

ہمیں اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اقوام متحدہ ہو یا سلامتی کونسل یہ تمام ادارے اسرائیل کے سامنے بے بس ہی نہیں ہیں بلکہ درحقیقت اسرائیل کے پشت پناہ اور اس کے مؤید ہیں۔ صرف دنیا کو غلط تاثر دینے اور انہیں یہ باور کرانے کے لئے کہ وہ غیر جانبدار کی حیثیت سے دنیا کے الجھے مسائل حل کرنے کے لئے ساعی و کوشاں ہیں، دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں ـــ اور ادھر عملی صورتِ حال یہ ہے کہ جو مسائل اہل اسلام کی عزت و ناموس سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ان کو اور زیادہ پیچیدہ اور لاینحل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور جن کا تعلق مغربی اقوام کے اپنے مفادات سے ہوتا ہے انہیں حل کرانے کے لئے پوری مستعدی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ـــ!

دنیائے اسلام کو مغربی اقوام سے خیر کی کوئی امید نہ رکھنی چاہئے اور اپنے دست و بازو سے کام لے کر اپنے مسائل خود حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے ـــ!

۵ جون کو دنیائے اسلام میں یوم بیت المقدس منانے کا جو پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے اس میں ایسے عملی اقدامات کی اشد ضرورت ہے جن سے صرف اسرائیل ہی نہیں بلکہ تمام مغربی اقوام اور ان کے معاون ممالک براہ راست متاثر ہوں اور ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے، کہ اہل اسلام کا احتجاج صدا بصحرا ثابت ہونے کی بجائے اقوام مغرب کے لئے پیغام اجل بن جائے اور وہ قومیں مجبور ہو کر اہل اسلام کے مقدس مقامات اور ان کے مقبوضہ علاقے واپس کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر چند ماہ کے لئے عربوں کی طرف سے مغربی ملکوں کو تیل کی سپلائی کی بندش کر دی جائے تو ان کے اقتصادی اور معیشی نظام کو مفلوج کر سکتی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ دنیائے اسلام اپنے مشترکہ مفادات کے لئے متحد و متفق ہو جائے اور وہ آئندہ کے لئے ایسا مؤثر اقدام کرنے کا فیصلہ کرلے جو مغربی اقوام کا سر پُر غرور جھکا دینے میں زبردست محرک اور سبب بن سکتا ہو ـــ! وہ تیل کی بندش کی صورت میں ہو یا غیر ملکی بنکوں سے روپیہ واپس لینے کی شکل میں ـــ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے میں ہو یا تجارتی اور سفارتی عدم توازن کے انداز میں ـــ غرضکہ اہل اسلام اپنے تحفظ و بقاء کے لئے جو کچھ بھی کر سکتے ہیں انہیں کرنا چاہئے اور اب وہ تمام حربے استعمال میں لانے چاہئیں جن سے مقصود حاصل ہو سکے۔ اس صورت میں بیت المقدس کو بھی واگذار کرایا جا سکتا ہے اور ان کی عظمتِ پارینہ بھی بحال ہو سکتی ہے۔

ناظم اعلیٰ اوقاف کا مستحسن فیصلہ

مغربی پاکستان کے محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ جناب محمد مسعود سی۔ ایس۔پی علماءِ کرام کی عزت و توقیر بڑھانے اور معاشرے میں ان کی حیثیت کو دوبالا کرنے کے سلسلہ میں جو اقدامات کر رہے ہیں۔ مختلف مکاتیبِ فکر کے علماء ان کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کے تمام امور علماءِ کرام کی مشاورت ہی سے طے پاتے رہیں گے۔

ہمارے اس خیال کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ گذشتہ



۳ر ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۶۸ء

ہدایت

اُسی شخص کو ہوگی اور جنّت میں وہی خوش قسمت جائے گا جس کے دل میں خوفِ خدا اور حساب کا ڈر ہوگا

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

وَ اَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْآ اِلٰی رَبِّھِمْ لَیْسَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ○ (پ ۷ س الانعام آیت ۵۱)

ترجمہ: اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی جو لوگ فرمائشی معجزات دکھلائے جانے پر اپنے ایمان کو موقوف رکھتے اور از راہ تعنّت و عناد آیات اللہ کی تکذیب پر تُلے ہوئے ہیں اُن سے قطع نظر کیجئے کیونکہ تبلیغ کا فرض ادا ہو چکا اور ان کے راہِ راست پر آنے کی توقع نہیں۔ اب وحی الٰہی (قرآن) کے ذریعے سے ان لوگوں کو متنبہ کرنے کا مزید اہتمام فرمایئے جن کے دلوں میں محشر کا خوف اور عاقبت کی فکر ہے کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہو سکتی ہے کہ نصیحت سے متاثر اور ہدایتِ قرآنی سے متمتع ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایتوں سے فائدہ وہی اٹھا سکیں گے اور اس کلام ربّانی سے فقط ان ہی لوگوں کو نصیحت کی جائے جن کو یہ خوف ہے کہ ایک دن وہ اپنے رب کے سامنے حاضر کئے جائیں گے اور اس وقت ان کا کوئی حمایتی یا سفارشی نہ ہوگا۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ہر ایک کا معاملہ اپنے پروردگار کے ساتھ ہوگا اور اس کے سوا کوئی کسی کا ساتھی یا مددگار نہیں ہوگا۔

پس اے برادرانِ عزیز! اگر آپ کو اپنے رب کے سامنے سرخرو ہونا ہے تو اپنے دلوں میں روزِ حساب کا ڈر پیدا کرو، اللہ تعالےٰ سے تعلق جوڑو، اس کے حکموں کی تعمیل اسی دنیا میں کرو۔ اور شریعت کو اوڑھنا بچھونا بناؤ — اللہ تعالےٰ نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں انہیں ہرگز نہ توڑو اور انہی حدود میں رہ کر زندگی بسر کرو۔ جو کام کرو اس کی رضامندی کے لئے کرو اور جس چیز سے وہ منع کرے اُسے بالکل چھوڑ دو۔ اسی کا نام تقوےٰ ہے۔ یہی لوگ تقویٰ حاصل کرکے متقی بن سکتے ہیں، انہیں میں اس کی صلاحیت ہے اور تقویٰ شعار ہی جنّت کے وارث ہوں گے۔

شہادتِ قرآنی

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ○ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ○ (س والنّزعات آیت ۴۰-۴۱ پ ۳۰)

ترجمہ: اور جو لیکن اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہشوں سے روکا سو بے شک اس کا ٹھکانہ بہشت ہی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی جو اس بات کا خیال کرکے ڈرا کہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا بلکہ اسے روک کر اپنے قابو میں رکھا۔ اور احکام الٰہی کے تابع بنایا تو اس کا ٹھکانا بہشت کے سوا کہیں نہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ خوفِ خدا کے باعث نفس پر قابو رکھنے اور شریعت کی تابعداری کرنے والوں کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

محترم حضرات! یہ بات اچھی طرح کان لگا کر سن لیجئے۔ اور اسے ذہن میں محفوظ رکھئے کہ جس شخص نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے پیارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھیجا ہے نہ مانا بلکہ اس سے منہ موڑ کر اپنے ہی دھندوں میں پھنسا رہا، آخرت کی زندگی کو بھول بیٹھا اور اسی دنیا کی زندگی اختیار کرکے یہاں کی رنگ رلیوں میں محو ہو گیا اور آخرت کی زندگی سنوارنے کی کوئی فکر نہ کی اس کا ٹھکانہ مرنے کے بعد سوا دوزخ کے اور کوئی نہیں اور جس نے برائی اور گناہ کی باتوں کو اس ڈر سے چھوڑا کہ ایک دن اپنے رب کے سامنے حاضر ہو کر کھڑا ہونا ہے اور آج اگر اس کی نافرمانی کی تو کل اسے کیا جواب دوں گا ایسے شخص کا ٹھکانہ مرنے کے بعد جنت ہی ہوگا۔

بہرحال خلاصہ ساری گفتگو کا یہ ہے کہ ہدایت اُسی شخص کو ہوگی اور

مجلس ذکر

۲ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۶۸ء

تکبر سے بچیے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی
مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد :-
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمن الرحیم :-

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۰ (پ ۱۱ س یونس آیت ۶۲)

ترجمہ : یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

شکرِ نعمت

کوئی کسی شہر سے، کوئی کسی گاؤں سے، کوئی کسی بستی سے، کوئی کسی ضلعے سے، سب اللہ کا نام لینے کے لئے اللہ کے دروازے پر حاضر ہیں۔ یہ اس ذاتِ حی وقیوم کا فضل اور احسان ہے، میرا اور آپ کا کوئی کمال نہیں۔ دنیا میں کروڑوں انسان ہیں، اللہ کی بے شمار نعمتوں سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ایک دفعہ بھی الحمد للہ کہنے کی توفیق نہیں، ایک دفعہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی حاضری کی توفیق نہیں ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

روحانی امراض کا علاج اسی دنیا میں کرانا ازحد ضروری ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے امراضِ روحانی امراضِ جسمانی سے کہیں زیادہ مہلک ہیں۔ مثال دے کر واضح فرمایا کرتے تھے کہ کسی کے پیٹ میں درد ہے، کوئی زخم ہے یا کوئی جسمانی تکلیف ہے اس کو جیسے ہی موت آئی ان تمام تکالیف سے اس کی جان چھوٹ جائے گی لیکن اگر وہ بے نماز ہے، حسد اور تکبر کا مریض ہے، جاہ طلبی زر پرستی کا مرض اسے لاحق ہو گیا، ان امراض سے اگر اس دنیا میں نجات حاصل نہ کی تو پھر قبر کے اندر اور آخرت میں یہ بیماریاں تڑپائیں گی اور سزا دلوائیں گی۔

ارباب ریڈیو کو نیک مشورہ

گذشتہ جنگ کے زمانے میں سب نے توبۃ اللہ کر لی۔ تمام لوگ بھول گئے یہ سینما کیا ہوتے ہیں۔ ریڈیو، جس سے ۲۴ گھنٹے فحش گانے نشر ہوتے رہتے تھے اس زمانے میں ایک دن فلمی گانوں کا اُسے خیال نہیں آیا۔ تمام سٹیشنوں سے جہاد کے موضوع پر قرآنی احکام نشر ہوتے رہے۔ علماء دین کی تقاریر اور قومی لیڈروں کی طرف سے ملک کے حالات پر مبنی پروگرام نشر ہوتے رہے۔ ابھی پچھلے دنوں محرم میں دس روز مزامیر کا استعمال اور پھر گانوں کی نشریات بند رہیں۔ اگر کچھ نشر ہوتا تھا تو وہ قرآن و حدیث کے احکام تھے۔ یا پھر حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کی مدح و توصیف پر مبنی نظم ونثر کے پروگرام ہوتے رہے۔ میں اپنے ملک کے حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ کاش تمہیں خدا توفیق دیتا رمضان جو اصل عبادت اور قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے اس کا ادب ملحوظ رکھتے مگر افسوس معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب بھی حج و عمرہ کے لئے حرمین الشریفین تشریف لے جاتے تو باقاعدہ روزے رکھتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں دوسروں کو تو نہیں کہتا لیکن گرمی سردی کی پرواہ کئے بغیر روزے اس خیال سے رکھتا ہوں کہ اس طرح کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے بے نیاز ہو جاتا ہوں اور حرمین شریف میں بیٹھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ مسجد حرام و مسجد نبویؐ میں ایک ایک رکعت اور ایک ایک نماز پر ایک لاکھ اور پچاس ہزار کا ثواب ہے تو روزے کا حساب بھی اللہ تعالیٰ اسی حساب سے لگائیں گے۔ پھر حضرتؒ کی عجیب عادت تھی کہ سو سو، دو دو سو، چار چار سو روپے وہاں پر غریبوں، یتیموں، مسکینوں میں بانٹتے رہتے۔ آخری دن اپنی جیب میں جو ہوتا سب خرچ کر دیتے اور جیب خالی کر دیتے، اور کوئی نہ ملتا تو جو لوگ وہاں پر جوتوں کی حفاظت کرتے ہیں انہی کو لُٹا دیتے۔ اور واپس جیب میں نہ لاتے۔ ٹکٹ تو ان کے پاس واپسی ہوائی جہاز کا ہوتا ہی تھا اس لئے کھانے پینے اور ضروری حوائج کے علاوہ ان کا اور کوئی خرچ ہی نہ تھا اس لئے فرمایا کرتے تھے کہ یہاں پیسہ دے کر جانا کمال ہے نہ کہ واپس لے کر جانا کمال ہے۔

یہ باتیں اس لئے عرض کرتا رہتا ہوں کہ آپ سے دوسرے احباب تک بات پہنچے۔ ممکن ہے کسی کی ہدایت کا باعث بن جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض دفعہ سننے والے آگے بات نقل کرتے ہیں، ان سے زیادہ سن کر لوگ بعض دفعہ عمل پر قادر ہو جاتے ہیں اور ان سنانے والوں کو بھی زیادہ اجر و ثواب مل جاتا ہے۔ اس اجر و ثواب کے لئے ہی میں بھی عرض کرتا ہوں ورنہ "پدرم سلطان بود" سے خدا بچائے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہوتی تھی کہ خانہ کعبہ کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف کر کے جب انسان تھک جائے تو خانہ کعبہ کی زیارت خود عبادت ہے۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں جب روضۂ اطہر اور مسجد نبویؐ کی زیارت ہو جائے خود عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ سارا سارا دن آپؒ کا معمول یہی ہوتا۔ تہجد کے وقت جب پہلی اذان ہوتی تو سب سے پہلا قدم جو مسجد نبویؐ یا حرم شریف میں داخل ہوتا وہ قدم حضرتؒ ہی کا ہوتا تھا اور سب سے بعد میں جو قدم باہر نکلتا وہ بھی حضرتؒ ہی کا ہوتا تھا۔ سارا سارا دن میں بیٹھے رہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ؕ میرے حجرہ مبارک (حضرت عائشہ صدیقہؓ کا کمرہ جہاں آپؐ آرام فرما ہیں) اور جہاں خطبہ دیا کرتے تھے (منبر نبویؐ) یہ ذرا سا ٹکڑا جو مسجد نبویؐ میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جنت کے ٹکڑوں میں

سے ایک ٹکڑا ہے - ہر مسلمان وہاں جا کر نماز پڑھتا ہے -

سلطان حجاز کا انکسار

سلطان ابن عبدالعزیز ابن مسعود فیصل اور سلطان کے والد جو وفات پا چکے ہیں اس کو میں نے ۱۹۴۶ء کے حج میں دیکھا کہ ظہر کی نماز مسلمانوں کے جوتوں میں کھڑا ہو کر پڑھ رہا ہے حالانکہ ملک النجد والحجاز کہلواتا تھا -

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

حجاز میں چھوٹے چھوٹے کھیرے بڑے پیارے اور اچھے ملتے ہیں - حضرتؒ دو تین چھوٹے چھوٹے کھیروں سے روزہ رکھتے تھے اور تربوز کے پانی سے افطار فرماتے تھے - نہ زیادہ کھاتے نہ زیادہ پریشان ہوتے - ایک تربوز لے لیتے وہی غذا بن جاتی، وہی پانی بن جاتا - میں ایک روز حضرتؒ کا روزہ افطار کرانے کے لئے مسجد نبویؐ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک شخص روضۃ من ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا انتظار کر رہا ہے اور شلوار پہن رکھی ہے نظر اٹھا کے دیکھا تو چوہدری محمد علی تھے - یہ اس زمانے میں وزیر اعظم تھے ؎

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا کون ہے؟

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶ س الحجرات آیت ۱۳) - اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑائی اللہ تعالیٰ کے نام لینے میں ہے - اپنے آپ کو جتنا چھوٹا سمجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی بڑا ہو گا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی یہ تلقین فرمائی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی آنکھوں میں چھوٹا اور دوسروں کی آنکھوں میں بڑا بنا فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا -

تواضع اور انکساری کی تعلیم

حضرت رحمۃ اللہ علیہ شعر پڑھا کرتے تھے جس کا ایک مصرع یہ ہے ؎

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں!

جب درخت کو پھل لگتا ہے تو وہ اکڑتا نہیں بلکہ شاخیں جھک جاتی ہیں - جس کو اللہ تعالیٰ دولتِ دین، دولتِ تعلیم، دولتِ عمل صالح سے نوازیں اس کو زیادہ تواضع و انکسار کی خو پیدا کرنی چاہیئے -

نجات کا مدار اللہ کے فضل پر ہے -

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ عمل پر نجات ہے یا اللہ کے فضل پر؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے فضل پر - صحابی نے پوچھا آپؐ کی نجات کا دارومدار بھی اللہ کے فضل پر ہے یا جناب کے عمل پر؟ آپؐ نے فرمایا میری نجات بھی اللہ کے فضل پر ہے نہ کہ میرے عمل پر - سو یہ گھمنڈ علم کا، عمل کا تو جاتا رہا کیونکہ نجات تو خدا کے فضل سے ہے - حضرتؒ فرمایا کرتے تھے وہ مقام تو دم مارنے کا نہیں ہے، کون ہے جو دم مار سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اگر آپ کی ساری زندگی کی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، ذکر اذکار ایک پانی کے پیالے کے بدلے قیمت لگا دیں تو آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپ کہہ دیں جی میں آپ سے اس حساب سے سودا نہیں کرتا -

حضرت مدنیؒ کی بے نفسی

آنکھوں دیکھی باتیں بیان کرتا ہوں - حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو، اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اور میاں اصغر حسین صاحبؒ کو (جو مادر زاد ولی تھے اور دیوبند کے شیخ الحدیث تھے) ان حضرات کو سالہا سال بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے - ہم ان کے صغیرہ گناہ کا تصور نہیں کر سکتے چہ جائیکہ کہ وہ کبیرہ کا ارتکاب کریں اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اپنے متعلق ایسے نا شائستہ الفاظ استعمال کرتے کہ دشمن کے لئے بھی کوئی نہیں کرتا - کبھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پڑھیئے آپ کی آنکھیں کھل جائیں - آپ آخری حج پہ جب مکہ معظمہ اور مدینے شریف تشریف لے گئے تو بے شمار عرب آپ کے ہاتھ بیعت کرنے کے لئے جمع ہو گئے - حضرتؒ کسی بیعت نہ فرمائیں اور یہی فرمائیں کہ میں گنہگار ہوں، سیاہ کار ہوں، بڑا ہی بدکار ہوں، میں تو بیلوں کی طرح کھاتا ہوں، گدھوں کی طرح ہنکتا ہوں، اس طرح کی باتیں کہہ کے اپنے آپ کو حد درجہ گراتے -

وہ لوگ حیران ہو گئے کہ شیخ الحدیث شیخ العرب والعجم، عرصہ دراز مسجد نبویؐ میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھانے کی توفیق ہوئی، ساری زندگی قال اللہ وقال الرسول پڑھا اور پڑھایا اور یہ اپنے متعلق کہتے کیا ہیں؟ اور اللہ کی قدرت ساری زندگی اس قدر غربت میں گذری ہے کہ شاید ہی اس دور میں ہو -

حضرتؒ اور حضرت مدنیؒ کا تعلق

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میرے باپ نہیں، شیخ نہیں، استاذ نہیں لیکن اللہ نے ان کے کمالات سے مجھے واقفیت بخشی ہے - میں ان کی کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی کر کے جہنم مول نہیں لینا چاہتا - حضرتؒ فرمایا کرتے تھے مجھے وجع المفاصل کی وجہ سے درد ہوتی تھی لیکن چھ چھ گھنٹے سیاسی جلسوں میں آپ کے سامنے دو زانو بیٹھتا - بعض اوقات درد و کرب سے گھٹنے ٹوٹنے لگتے لیکن میں کہتا ٹوٹ جاؤ لیکن شیخ کے سامنے گستاخی نہیں ہونے دوں گا - با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب ؎

بے ادب محروم ماند از فضل رب

میں کہتا ہوں حالت یہ اور اللہ کی قدرت وہ بزرگ اپنے آپ کو بناتے ہوئے یہ رکھتے تھے محض اس لئے کہ نفس کو ذلیل کرتے تھے - نفس کو خواہ مخواہ زچ کرتے تھے

تکبر کی بو بھی اپنے اندر نہ پیدا ہونے دیجئے

اس لئے آپ حضرات کی خدمت میں گذارشات پیش کر رہا ہوں کہ مجھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نیک اعمال پہ تکبر اور نخوت کی بجائے فروتنی نصیب فرمائیں بلکہ ہونا یہ چاہیئے کہ اگر غلطی یا سیاہ کاری کی وجہ سے کوئی گناہ ہوتا ہے تو اس کا سائن بورڈ بنا کے رکھیں، نیکی کر دریا میں ڈال - نیکی کریں، بھول جائیں، بدی کو کبھی نہ بھولنے پائیں - پکڑ کے رکھ لیں تاکہ ساری زندگی آپ کو کسی گھمنڈ میں مبتلا نہ کر دے - اور خدا نخواستہ اگر آپ میں بڑائی کی ذرا بو بھی آ گئی تو ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

شیطانِ لعین کو تکبر نے ہی ذلیل کیا - اس نے کہا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور آدم مٹی سے - آگ کی سرشت میں ہے کہ وہ اوپر کو جاتی ہے، مٹی نیچے کو آتی ہے - آپ مٹی کی ایک گیند بنا کے اوپر کو پھینکیں نیچے آئے گی - آگ کو ماچس دکھائیں اوپر کو لپٹیں جائیں گی -

عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت بلال

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بلالؓ مکہ کے ایک کافر کے زرخرید غلام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو کافروں نے آپ کو دردناک اذیتیں دینی شروع کر دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ کی حالت زار دیکھ کر بڑا ترس آیا۔ آپ بلالؓ کی اذیت ناک تکلیف کو برداشت نہ کر سکے۔ آپ نے ان کافروں سے حضرت بلالؓ کو منہ مانگی قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت بلالؓ خدمت نبویؐ میں حاضر رہنے لگے۔ آپ عاشق رسولؐ تھے۔ حضرت بلالؓ حبشی تھے۔ حبش کے لوگ عربوں کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ وحشی تھے۔ اس زمانہ میں غلام فروشی ایک پیشہ بن چکا تھا۔ مہذب اقوام حبشیوں کو گرفتار کر کے منڈیوں میں لا کر فروخت کر دیتے تھے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام فروشی کے دستور کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھائی اور غلاموں کو اذیت پہنچانا، ان کے ساتھ ناروا سلوک کرنا، انہیں مویشیوں کی طرح ہانک کر منڈیوں میں لے جانا اور فروخت کرنا یہ ایک عام دستور تھا لیکن آپ نے اس دستور کی شدید مخالفت کی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ بھائیوں کا سا سلوک کریں۔ جو کچھ اپنے لئے پسند کریں وہی ان کے لئے پسند کریں اگر غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہت زیادہ اجر دے گا۔ غلامی کو صفحۂ عالم سے مٹانے کا شرف صرف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

حضرت بلالؓ مکہ کے ایک بہت بڑے بت پرست کے ہاتھ بکے اور اس حالت غلامی میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں آنے جانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر صحبت سے بت پرستی چھوڑ دی اور دین اسلام قبول کر لیا اس وقت تین طریقوں سے لوگ مسلمان ہوتے تھے:۔

۱۔ توحید کے دلائل اور اسلام کی خوبیاں دیکھ کر اور بت پرستی کی برائیاں سمجھ کر۔

۲۔ قرآن کی آیات شریفہ اور پیغمبر اسلام کے ارشادات گرامی کی فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو کر۔

۳۔ اور صحبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض و اثر کی وجہ سے۔

حضرت بلالؓ کی مادری زبان عربی نہیں تھی۔ یہ متفق علیہ ہے کہ گو وہ عربی بولتے تھے لیکن عربی الفاظ کا تلفظ جیسا چاہئے ان سے ادا نہ ہوتا تھا۔ اس لئے عربوں کی طرح ۱؎ اور ۲؎ ذرائع سے زیادہ ۳؎ ذرائع کو ان کی تقویت ایمان میں دخل تھا۔

یہ ظاہر تھا کہ حضرت بلالؓ کی آمد و رفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کم تھی۔ مالک کے کام سے فرصت پا کر ذرا دیر کے لئے صحبت نبوی میں حاضر ہو جاتے تھے۔ اس صحبت نے اکسیر کا کام کیا اور غلام اپنے مالک کے کام کا نہ رہا۔ اس زمانہ میں کوئی کسی کا حاکم نہ تھا۔ صرف قومی رواج ہر ایک کے لئے قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔

حضرت بلالؓ کو اُن کے مالک نے دین اسلام سے مرتد ہونے کا حکم دیا۔ جب آپؓ یہ نہ سنا تو اس نے قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سزا دینا شروع کر دیا۔ غلام قیمت رکھتا تھا۔ اس لئے مالک نے اس کا مار ڈالنا پسند نہ کیا۔ لیکن سزائیں ایسی ایسی ایجاد کیں جو قتل سے بدتر تھیں۔ جان نہیں نکلتی تھی مگر تکلیف قتل سے زیادہ ہوتی تھی۔ پھر قتل میں ایک مرتبہ کی تکلیف تھی۔ لیکن ان سزاؤں میں روز روز کی دردناک اذیتیں تھیں۔ مثلاً جب وہ بت پرست مالک حضرت بلالؓ کو لکڑیوں سے مارتا تھا، تو جانوروں کی غیر مذبوح کھال اڑھا دیتا تھا۔ تاکہ کوئی لکڑی کسی عضو پر ایسی نہ پڑ جائے کہ ہلاکت کا باعث ہو اور پھر زور زور سے لکڑیاں مارتا تھا کہ وہ کچی کھال جو اوپر ہوتی تھی پاش پاش ہو جاتی اور حضرت بلالؓ کے جسم سے خون کے فوارے بہ نکلتے۔ لیکن یہ خون اس حد تک نہیں نکلتا تھا کہ ہلاکت کا باعث بن جائے۔ موسم گرما میں حضرت بلالؓ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں بٹھلا دیتا تھا۔ یہ سزا تکلیف کے اعتبار سے آگ میں لوہے کی سلاخ کو گرم کر کے جسم پر رکھنے کے برابر تھی۔ فرق اتنا تھا کہ کہ آتش سے لوہا گرم کیا جائے تو وہ باعث ہلاکت ہوتا ہے اور دھوپ میں گرم کیا جائے تو ہلاکت کا احتمال کم ہوتا ہے۔ کبھی زرہ نہ ملتی تو شہر کے باہر گرم ریت پر حضرت بلالؓ کو برہنہ لٹا دیا جاتا تھا۔ اور ایک بھاری بھرکم پتھر آپ کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا۔ آپ اس حالت میں بھی ”احد“ ”احد“ کے نعرے بلند کرتے سردیوں میں یہ سزا ہوتی تھی کہ برہنہ کھلے آسمان کے نیچے بٹھا دیا جاتا تھا۔ اُن کا کھانا پینا بند کرنا معمولی سزا تھی۔ مالک جب رحم کھاتا تو یہ سزا تجویز کرتا تھا حضرت بلالؓ کے گلے میں رسی باندھ کر انہیں کھینچتا اور لڑکوں کو حکم دیتا تھا کہ وہ گلی کوچوں میں انہیں کھینچتے پھریں۔ یہ سزا بھی محض تکلیف روحانی تک محدود نہ تھی بلکہ رسی کی خراش سے گلا چھل جاتا تھا اور خون بہنے لگتا تھا۔

باوجود ان الم افروز اور اذیت ناک تکالیف کے حضرت بلالؓ صحبت نبوی میں حاضر ہونے سے اور خدائے واحد پر ایمان لانے سے منکر نہ ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت بلالؓ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مبتلائے عذاب پایا تو مالک کو نصیحت کی۔ وہ مالک بھی حضرت بلالؓ سے تنگ آ گیا تھا۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔

جمع و تدوینِ قرآن

حافظ فیوض الرحمٰن المقرئ ایم-اے پرنسپل معہد القرآن الکریم - مانسہرہ
قسط نمبر ۲

عہدِ صدیقی میں قرآنی خدمت کی صحیح نوعیت

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں قرآن کی یادداشتوں کا جو مجموعہ تھا اس میں قرآنی سورتیں الگ الگ لکھی ہوئی تھیں اور انہیں یکجا جمع کرنے کا کام آپ کی مبارک زندگی میں ہو نہیں پایا تھا۔ عہدِ نبوت میں بیر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ بخاری کی روایت کے مطابق ستّر حفاظ و قراء کو کفار نے دھوکہ دے کر شہید کر دیا تھا۔ پھر اس کے ایک سال بعد عہدِ صدیقی میں یمامہ (نجد) کی ایک مقامی یورش کو دبانے کے لئے ایک دستہ بھیجا گیا تھا، اتفاقاً قرآن کے حفاظ کی ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی۔ بخاری کے حاشیہ میں ان کی تعداد بتائی گئی ہے۔ کَانَ عِدَّتُہٗ مِنَ الْقُرَّاءِ سَبْعِمِائَۃٍ۔ یعنی سات سو حفاظ شہید ہوئے۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۴۵)

حفاظ و قراء کی غیر معمولی کثرت کے شہید ہو جانے پر حضرت فاروق رضؓ نے قرآنی سورتوں کو یکجا کرنے کی درخواست کی۔ حضرت فاروق اعظم رضؓ اس کام کو حکومت کی طرف سے انجام دلانے کا مطالبہ کر رہے تھے، چاہتے تھے کہ خلافت و حکومت اس مہم کو اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی نگرانی میں اس کی تکمیل کرائے۔ لاریب یہ ایک نیا اقدام تھا۔ اولاً حضرت صدیق رضؓ کو اس اقدام کے متعلق کچھ تردد ہوا۔ لیکن بعد کو خود ان کا فیصلہ بھی یہی ہوا کہ بجائے متفرق رسالوں کی صورت میں رہنے کے یہ زیادہ مناسب ہے کہ تمام قرآنی سورتوں کو ایک ہی تقطیع کے اوراق پر لکھوا کر ایک ہی جلد میں سب کو مجلد کرا دیا جائے۔ بخاری کی روایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضؓ نے حکومت کی طرف سے حضرت زید بن ثابت کو اس خدمت کے انجام دینے کے لئے انتخاب فرمایا۔ اور زید بن ثابت رضؓ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس کام کو پورا کیا۔

امام احمد بن حنبل رحؒ کے معاصر حارث حاسبی نے اپنی کتاب "فہم السنن" میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ "وَ کَانَ الْقُرْاٰنُ فِیْھَا مُنْتَشِرًا فَجَمَعَھَا جَامِعٌ وَ رَبَطَھَا بِخَیْطٍ"۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں قرآنی یادداشتوں کا جو مجموعہ تھا اس میں قرآنی سورتیں الگ الگ لکھی ہوئی تھیں (ابوبکر رضؓ کے حکم سے) جامع (یعنی زید بن ثابت رضؓ) نے ایک جگہ سب سورتوں کو جمع کیا اور ایک دھاگے سے سب کی شیرازہ بندی کی۔ (بحوالہ اتقان ج ۱ ص ۶۰)

یہی کام (یعنی ایک جلد میں مجلد کرانے کا)، عہدِ صدیقی میں انجام پایا۔ لیکن دوسروں کو اس بات پر مجبور نہ کیا گیا کہ وہ ساری سورتوں کو ایک ہی تقطیع پر لکھوا کر ایک ہی جلد میں مجلد کرائیں اور سورتوں کی جلد بندی میں جو ترتیب رکھی گئی تھی اس کی پابندی کریں۔ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت تک قرآنی سورتوں کی یہی صورتِ حال رہی۔

عہدِ عثمانی میں قرآنی خدمت کی نوعیت

حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔ مختلف ممالک و امصار کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ عربوں کے علاوہ عجمیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ خود اہلِ عرب میں الفاظ و حروف کے صحیح تلفظ اور لب و لہجہ کا اختلاف بکثرت پایا جاتا تھا۔ اختلاف کی یہ نوعیت دنیا کی تمام زبانوں میں عام ہے۔ مشہور ناقد اور عالم ابن قتیبہ نے لب و لہجہ کے قبائلی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:

فَالْھُذَلِیُّ یَقْرَءُ عَتّٰی حِیْنٍ، وَالْاَسَدِیُّ یَقْرَأُ تِعْلَمُوْنَ بِکَسْرٍ، وَالتَّمِیْمِیُّ یَھْمِلُ وَالْقُرَیْشِیُّ لَا یَھْمِلُ (بنی ہذیل کے قبیلہ والے حَتّٰی حِیْنٍ کو عَتّٰی حِیْنٍ پڑھتے ہیں، بنو اسد تَعْلَمُوْنَ کی تا کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں، اسی طرح تمیمی اہمال سے کام لیتا ہے، اور قریش یہ نہیں کرتا۔

(بحوالہ التبیان فی مباحث القرآن ص ۴۴ صالح الجزائری)

اسی طرح مدینہ والے تابوت کا تلفظ "تابوہ" کرتے تھے۔ قرآن کے پڑھنے میں عربی قبائل اور عجمی نومسلموں کی طرف سے ان اختلافات کا جب ظہور ہوا اور ہر ایک اپنے تلفظ کی صحت پر بیجا اصرار کرنے لگا تو اس وقت حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ کے مشورہ سے حضرت عثمان رضؓ نے اس نسخہ کی نقل کرانے کے لئے جو عہدِ صدیقی میں تیار ہوا تھا حکومت کی طرف سے ایک سررشتہ قائم کیا۔ اس سررشتہ کے افسر وہی حضرت زید بن ثابت مقرر کئے گئے جنہوں نے عہدِ صدیقی میں نسخہ تیار کیا تھا۔ اور مزید گیارہ ارکان کا ان کی امداد کے لئے اضافہ کیا گیا کہ کتابت کی حد تک قرآن کو اسی لہجہ اور تلفظ میں لکھا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلفظ اور لہجہ تھا۔ اسی بورڈ نے صدیقی نسخہ کی چند نقلیں تیار کیں — پھر حضرت عثمان رضؓ نے اسی بورڈ کا تیار کیا ہوا ایک ایک نسخہ مختلف صوبوں کے پایہ تخت اور چھاؤنیوں میں بھیج کر فرمان جاری کر دیا کہ اپنے اپنے قبائل یا انفرادی لہجوں یا تلفظ کے لحاظ سے لکھے ہوئے قرآنی نسخے جو لوگوں کے پاس موجود ہوں وہ حکومت کے حوالے کر دئے جائیں تاکہ ان نسخوں کو معدوم کر دیا جائے۔ (باقی آئندہ)

معیارِ حیات

اپنے انداز سے دن رات بسر کر اپنے
دل کو تسکین بھی ہو روح کو آرام بھی ہو
تیرا ہر کام ہو توصیف کے لائق جس میں
حسنِ آغاز بھی ہو خوبیٔ انجام بھی ہو

(اسلام کے مبلغِ اعظم)

مصعب بن عمیرؓ

محمودہ رضویہ ایم اے

جزیرہ نمائے عرب کی سخت گرم دوپہر ہے۔ ایسی گرم دوپہر جب صحرا کا ذرہ ذرہ تپنے لگتا ہے اور درختوں کے سوکھے پتے بگولوں کے ساتھ چکر کاٹتے ہیں نہ انگارے برساتے آسمان پر کوئی پرندہ نظر آتا ہے نہ تپتی ہوئی ریت پر پرندہ!

ایسے وقت میں دور کہیں سے ایک ہیولا نمودار ہوتا ہے۔ یہ ایک جوان رعنا ہے۔ دراز قد اور مردانہ وجاہت کا نمونہ، مگر سر تا پا خاک میں اٹا ہوا، اور کھال کے ٹکڑے میں ملبوس جو اس کے نازک جسم میں بُری طرح پیوست ہو رہی ہے۔ تشنگی سے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں اور پسینہ پانی کی طرح بہتا ہے تاہم اس کی رفتار میں فرق نہیں آتا۔ وفورِ شوق سے لانبے لانبے ڈگ بھرتا ہے۔ دل میں جذبات کا ہجوم ہے جیسے چشمۂ سرد و شیریں دیکھ لیا ہو۔ ایک گھاٹی کے قریب پہنچ کر وہ رُکتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے چہرہ پونچھتا ہے۔ اور مٹی کے بنے ہوئے معمولی سے مکان میں داخل ہوتا ہے۔ جو بیت ارقم کہلاتا ہے اور احسن المخلوقات کی موجودہ قیام گاہ ہے اس کی آنکھوں سے احترام ہویدا ہے۔ اور زبان پہ کلام خداوندی کا ورد جاری۔ یہاں شمع نبوت کے بہت سے پروانے جمع ہیں۔ توحید کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور قلوب نور ایمان سے منور کیا جاتا ہے۔

اپنی حیات کے ماحصل کو دیکھ کر نوجوان ہر کلفت فراموش کر دیتا ہے۔ اور پیوند لگی کھال کو سمیٹ کر ایک کونے میں بیٹھنے لگتا ہے کہ سرورِ کائنات نہایت شفقت سے قریب بلاتے ہیں۔ اس کے گرد آلود گیسوؤں کو اپنے مقدس ہاتھوں سے سنوارتے ہیں اور پشت پر پیار سے تھپکی دیتے ہیں۔ مجلس میں موجود لوگوں پر رقت طاری ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز گلو گیرا آپ رُک رُک کر فرماتے ہیں:۔

مصعبؓ!

"میرے عزیز یہ دنیا دارالمحن ہے اور اس کا قیام چند روزہ، مسلمان کی زندگی مختلف آزمائشوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ تم ہر آزمائش میں پورے اُترے۔ اب بہتر یہی ہے کہ پہلے قافلے کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور کچھ عرصہ، حبش میں گذار آؤ۔ خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہو گی۔"

مصعبؓ پر عجیب کیفیت طاری ہے۔ فرمانِ نبویؐ پر آمنا و صدقنا کہتے ہوئے سر جھکا لیتے ہیں اور کچھ دیر بعد اجازت لے کر اس کی تکمیل کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں۔

یہ وہ مصعب بن عمیرؓ ہیں۔ جو ناز پروردۂ مکہ کہلاتے تھے۔ ماں کی آنکھوں کا نور اور باپ کے دل کا سرور تھے۔ قدرت نے نہ صرف حسن و جمال سے نوازا تھا بلکہ والدین کو دولت بھی وافر عطا کی تھی۔ چنانچہ خوب ناز و نعم سے پرورش پائی۔ نفیس ترین لباس، بہترین خوراک، اور عمدہ ترین عطریات مہیا کئے جاتے ہیں اور ہر خواہش کی فوری تکمیل ہوتی ہے منزلِ شباب پہ پہنچے تو ہر محفل کی جان اور دوشیزگانِ مکہ کے دلوں کی دھڑکن بن چکے تھے۔ مگر حسنِ ظاہری کے ساتھ ساتھ حسنِ باطنی سے بھی مزین تھے۔ داعی اسلام کی آواز پر لبیک پکار اُٹھے۔ تن آسانی، جلوہ سامانی اور خوش خوراکی کو خیرباد کہا اور معبود حقیقی کے طلبگاروں میں شریک ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مکہ کی سر زمین محمدؐ بن عبداللہ پر تنگ تھی اور ان کے پیروکاروں کے لئے ستم بالائے ستم۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ارقم بن ابی ارقم کے پناہ لینی پڑی۔ متلاشیان حق پوشیدہ طور پر وہاں بھی پہنچنے لگے۔

مصعبؓ بھی اپنے قبول اسلام کا اعلانیہ اظہار نہ کر سکے۔ چھپ چھپ کر حاضر خدمت ہوتے اور ہر بار پہلے سے زیادہ متاثر ہو کر جاتے۔ مگر تا بہ کے! ایک روز اتفاقاً عثمان بن طلحہ نے دیکھ لیا اور ان کے والدین کو اطلاع دے دی۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی جسے فراموش کر دیا جاتا۔

بت کدہ قدیم میں نعرۂ حق بلند کرنے کی سزا سخت تھی مہر مادری نے شقاوت کی صورت اختیار کر لی اور مہر پدر غیض و غضب میں بدل گیا۔ پہلے تو وراثت سے محروم کیا۔ پھر قید تنہائی کی سزا دی اور گوناگوں مصائب میں مبتلا کیا۔ مگر یہ وہ نشہ کب تھا جسے ایسی ترشی اتار دیتی۔

مصعبؓ ہر حال میں ثابت قدم رہے اور اسلام سے منہ نہ موڑا۔ ناچار ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ اب علی الاعلان بارگاہ نبوتؐ میں حاضر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ہجرت حبش کا حکم ملا۔ کافی عرصہ وہاں مقیم رہے۔ مگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں بے قرار تھے۔ آخر کار مجبور ہو کر لوٹ آئے۔

اس وقت تک اہل مدینہ اسلام سے واقف ہو چکے تھے۔ بارہ اشخاص جو قبیلہ خزرج اور اس سے تعلق رکھتے حج کے موقعہ پر مکہ آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی روشنی لے کر مدینہ پہنچے۔ جو وہاں کے اکثر گھروں میں جھلملانے لگی تھی۔ اس نو مسلم جماعت نے پیغام بھجوایا کہ یثرب والوں کو پوری طرح اسلام سے روشناس کرانے کی ضرورت ہے کسی مبلغ کو وہاں بھیجا جائے۔

اس اہم فریضے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ کو منتخب کیا اور ضروری ہدایات دے کر مدینہ روانہ فرمایا۔ یہ فراوانیٔ شوق کے ہجوم میں وہاں پہنچے۔ اسعد بن زرارہ کے مکان پہ ٹھہرے اور نہایت انہاک سے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ کلام مجید کی چند سورتیں جو اس وقت تک نازل ہو چکی تھیں مصعبؓ کو ازبر تھیں۔ ہر آنے والے کو وہی سناتے اور اس میں حق و صداقت کی روح پھونک دیتے۔

شدہ شدہ سعد بن معاذ تک بات پہنچی جو قبیلہ عبدالاشہل کے سردار تھے اور جاہ و جلال کے مالک۔ وہ سخت بر افروختہ ہوئے کہ یثرب کے لوگوں کے عقائد متزلزل ہو رہے ہیں۔ قرآن حکیم کی تعلیم نے انہیں آبائی دین سے منحرف کر دیا ہے اب بھی موقع ہے کہ مصعبؓ سے بالمشافہ بات کی جائے۔ انہیں

سچّی باتیں

(مدیر صدقِ جدید)

جامع ترمذی وغیرہ میں ابو ہریرہ صحابیؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے پانچ چیزیں گن کر فرمایا:—

(۱) اتق المحارم تکون اعبد الناس
اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچو۔ لوگوں میں سب سے بڑے عابد ہو جاؤ گے۔

(۲) وارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس
اور اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔ لوگوں میں سب سے بڑھ کر غنی ہو جاؤ گے۔

(۳) واحسن الی جارک۔ تکن مومناً
اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرو تو (پورے) مومن ہو جاؤ گے۔

(۴) واحب للناس ما تحب لنفسک۔ تکن مسلماً
اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ پورے مسلم بن جاؤ گے۔

(۵) ولا تکثر الضحک۔ فان کثرۃ الضحک تمیت القلب: اور زیادہ نہ ہنسو۔ زیادہ ہنسی دل پر موت طاری کر دیتی ہے۔

دنیا کے کسی بڑے سے بڑے عارف و حکیم کے کلام میں بھی ایسی گہری اور کار آمد حقیقتیں اتنی میٹھی اور مختصر زبان میں نہ ملیں گی۔

(۱) گناہوں سے احتیاط کیجئے اور تقویٰ کا صرف یہ منفی پہلو اختیار کرکے دنیا کے عابد ترین انسان بن جائیے۔

(۲) قناعت اور صبر و شکر اختیار کیجئے اور دنیا کے غنی ترین انسان بن جائیے۔

(۳) پڑوسی سے حسن سلوک کرتے جائیے اور مومنین کاملین کے خدائی رجسٹر میں اپنا نام لکھا لیجئے۔

(۴) دوسروں سے اخلاص برتیئے اور ایک مثالی اور نمونہ کے مسلم بن جائیے

(۵) ہنسی پر قابو حاصل کیجئے۔ زیادہ ہنسی میں نہ پڑیئے اور روح کا تعلق آخرت سے آخر دم تک جوڑے رکھیئے۔ سوئے ادب کے شائبہ کا وہم اگر نہ گذرے تو ایسے جامع دستور العمل کی سرخی رکھیئے پانچ روحانی چٹکلے۔ اور انہیں کے سہارے عمر گزران کے سارے سال اور مہینے گزار دیجئے۔

زہر کے پیالے

انٹرمیڈیٹ پروز سلکشنز کے نام سے جو کتاب انگریزی زبان کے یوپی کے کالجوں میں یوپی بورڈ کی طرف سے داخل ہے اور جو ہزارہا لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے انگریزی زبان سکھانے کے لئے زیر درس رہتی ہے اور ان درس گاہوں سے مسلم انٹر کالج بھی مستثنیٰ نہیں ہیں اور جس کی کثرت اشاعت کی یہ حالت ہے کہ دسمبر ۵۵ء سے مئی ۶۶ء تک اس کے بارہ ایڈیشن نکل چکے ہیں وہ حال میں نظر سے گزری چندرسی ایس ایم) کالج کے کوئی پروفیسر شیل (Sheel) میں ان کی مرتبہ منتخب کی ہوئی ہے پہلے ہی سبق کا عنوان (HOW THE SIKHS BECAME MILITANT) (سکھ قوم جنگجو کیونکر بن گئی!) اور اس کے لکھنے والے کوئی صاحب ہیں این گوپال مکرجی مضمون کے اندر کیا ہے کہ اس کا اندازہ عنوان سے بآسانی ہو سکتا ہے اور مضمون پڑھ کر واضح ہو جاتا ہے کہ قیاس غلط نہ تھا۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سکھ مذہب تو ایک بالکل صلح کا مذہب تھا اور گورو نانک نامے میں ایک ہندو نے اس کی بنیاد ہی اس لئے ڈالی تھی کہ ہندومت اور اسلام کے اشتراک کو اس میں نمایاں کیا جائے اور مسلمان کے تعصب سے امان مل جائے۔ گورو نانک جنگ و قتال کی کی مخالفت کر گئے تھے اور ان کے کئی پیرو انتقال کے بعد بھی اس پر عامل رہے اور شاہان مغلیہ کے سارے جور و ستم برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ یہ حکم ہو گیا کہ سکھ مذہب کے مبلغ کی زبان کاٹ ڈالی جائے۔ چنانچہ اس امتحان میں بھی وہ ثابت قدم رہے بالآخر گرو گوبند کا زمانہ آ گیا اور انہوں نے لڑنے کی اجازت دے دی۔ سکھوں نے اس دلیری جانبازی کا ثبوت دیا کہ پچاس ہی سال کے اندر انہوں نے شمالی ہند سے مغلیہ قوت کا قلع قمع کر دیا —— یہ تاریخ کہاں تک تاریخ ہے اور کس حد تک افسانہ اس بحث کو سر دست چھوڑیئے یہ مان لیجئے کہ قصہ صحیح ہے۔ جب بھی کوئی جواز اس کے ایک درسی کتاب میں داخل کرنے کا تھا کوئی بھی پڑھنے والا اسے پڑھ کر اپنے کو مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت سے باز رکھ سکتا ہے۔ ایسی کتابوں کے بعد بھی کوئی توقع یک جہتی INTEGRATION باقی رہ جاتی ہے؟

مسلمانوں کی کسی مجلس کو جانے دیجئے، کسی مخلوط مجلس کو سامنے رکھیئے جس میں صرف ہندو اور سکھ ہی شریک ہوں۔ مثلاً خود ہماری وزیر اعظم اور ہمارے یوپی کے گورنر ڈاکٹر گوپال ریڈی اور ڈاکٹر تارا چند اور سری پرکاش اور سردار دیوان سنگھ اور ڈاکٹر کنزرو اور پنڈت آنند نرائن ملا اور انہیں سے پوچھیئے کہ ایسی کتابیں پڑھا پڑھا کر کوئی صورت اتحاد کی آج ممکن ہے

جوش و عجز

جوش کے ساتھ یوں کرو محنت
جیسے سب کچھ تمہارے بس میں ہے
عجز کے ساتھ یوں دعا مانگو
جیسے سب کچھ خدا کے بس میں ہے

•

قولِ فیصل

بظاہر آدمی ہے اختیاری شان کا مالک
جو سچ پوچھو تو یہ مجبوریوں کا ایک طبہ ہے
ہزاروں واقعاتِ زندگی نے کر دیا ثابت
کہ اس "مختار" پہ بے اختیاری ہی کا غلبہ ہے

•

دھوپ چھاؤں

امیر ہے تو امیری پہ کچھ گھمنڈ نہ کیجیئو
غریب ہے تو غریبی سے ہو نہ تو غمگیں
فنا پذیر امیری بھی ہے غریبی بھی
جہانِ فانی میں دونوں کا اعتبار نہیں

•

عبدیت و رسالت

ہم ایک عبد کو کیسے رسول مانیں بھلا
مخالفین اسی قول پہ رہے مائل
عجیب شان ہے اب بعض عاشقانِ رسولؐ
رسول مانتے ہیں عبد کے نہیں قائل

•

فیض لودھیانوی لاہور

*

اسوۂ حسنہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے ریڈیو پاکستان لاہور سے بمعہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء بوقت ۸ بجے رات "اسوۂ حسنہ" کے عنوان سے جو تقریر نشر فرمائی اس کا مضمون پیش خدمت ہے۔ (ناقل: ساجد)

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

(الاحزاب پ۲۱ - آیت ۲۱)

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

دنیا میں ہزاروں انبیاء علیہم السلام کائنات انسانی کی ہدایت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن وہ سب کے سب اپنے قبیلے یا قوم کو ہی پیغام ربانی سے روشناس کراتے رہے۔ ان کی تبلیغ محدود رقبے اور محدود اشخاص تک مخصوص رہی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے تمام کائنات انسانی سے خطاب کیا ہو۔ لیکن آپ کی بعثت تمام دنیا کے لئے عام ہے۔ عرب کے امیین یا یہود و نصاریٰ ہیں۔ ساری دنیا کے لئے ہے۔ جس طرح خداوند تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے اسی طرح آپ کے رسول مطلق ہیں۔ اب ہدایت و کامیابی کا نمونہ بجز آپ کی ذات با برکات۔ اور کوئی نہیں بلکہ آپ کے جامع ترین اسوہ کی پیروی کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا اکثر و بیشتر مختلف حصوں، خطوں، قبیلوں اور قوموں میں بٹی ہوئی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے سے ہر قوم دوسری اقوام سے ہر شہر دوسرے شہروں سے اور ہر ملک دوسرے ملکوں سے بالکل لاتعلق تھا۔ ذرائع آمد و رفت محدود تھے۔ سامان رسل و رسائل کا فقدان ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے دنیا نا آشنا تھی۔ ٹیلی فون و ٹیلی گرام، ریڈیو ٹیلی ویژن کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دنیا کی کوئی مشترک زبان نہ تھی۔ قومیں قبیلوں میں اور قبیلے گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ دوسرے گروہ سے لاتعلق اور ناواقف ہوتا تھا۔ ایک شہر کے رہنے والے دوسرے شہر کے رہنے والوں سے قطعاً بے خبر ہوتے تھے۔ چنانچہ ہر قوم و ہر شہر کے لئے ایک وقت میں مختلف نبی ان کی رہنمائی کے لئے مبعوث ہوتے رہے تاکہ مخلوق خداوندی ہدایت سے محروم نہ رہے۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد چونکہ مادی دنیا میں ایجادات و انکشافات کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ علم و حکمت اور انوار و برکات سے دنیا متنیر و مالا مال ہونے والی تھی۔ مہینوں کے راستے گھنٹوں اور سالوں کے راستے دنوں میں طے ہونے والے تھے۔ دنیا کے ایک سرے کا پیغام دوسرے سرے تک منٹوں اور سیکنڈوں میں پہنچنے والا تھا اور مختلف حصوں میں واقع دنیا کو نئی ایجادات کے ذریعے اکائی میں تبدیل کیا جانے والا تھا۔ اس لئے اللہ رب العزت نے رسول بھی وہ مبعوث فرمایا جو ساری کائنات کے لئے مشعل ہدایت ہو اور ہر شخص خواہ وہ کسی حصے، خطے یا ملک کا رہنے والا ہو اپنے اپنے حالات اور استعداد کے مطابق اکتساب فیض کر سکے اور ہدایت یاب ہو سکے۔

اس مقصد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس منبع رشد و ہدایت ہو سکتی ہے۔ نیز ضرورت بھی ایسے نبی جامع صفات، کامل و اکمل نبی کی تھی تاکہ ہر فرد اس کی زندگی سے رہنمائی کر سکے تاکہ انسانیت فوز و فلاح اور کامیابی و کامرانی سے مالا مال ہو سکے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی مقدس سیرت سے رہنمائی حاصل کر سکے۔ نیز اچھے اخلاق، پاکیزہ اعمال کا جامع ترین نمونہ ہو اور سیاست، ریاست، اقتصادیات کا کامل استاد ہو۔ تعلیم و تربیت، علم و حکمت، عبادت و تزکیہ جیسی تعلیمات کا حامل ہو۔ اس کی مقدس درس گاہ و تربیت گاہ کے دروازے ہر شخص پر اور ہر زمانے میں کھلے رہیں اور اس کا فیضان عام ہو اس کی تعلیم اس قدر سادہ و جامع ہو کہ دیہاتی و شہری، عالم و جاہل، بادشاہ و گداگر، جرنیل و سپاہی، متعلم و معلم، درویش و دنیادار ایک ہی وقت میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق یکساں طور پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ مرد و زن، بوڑھے اور بچے سب کے لئے اسوہ کامل کا نمونہ اپنے اندر رکھتا ہو۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رہتی دنیا تک جہاں تمام کائنات کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ وہاں آپ کے اسوۂ حسنہ کو انسانیت کے لئے ایک جامع اور کامل اکمل نمونہ بھی قرار دیا۔ بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی وہی ذات مبارک و مسعود کر سکتی ہے جس میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہوں۔

۱۔ سیرت محفوظ ہو

اس کی زندگی کا ہر ہر گوشہ، ہر حرکت و سکون بے نقاب و اجاگر ہو۔ اس کے نجی، مجلسی معاملات سے لے کر نشست و برخاست تک ہر چیز واضح اور محفوظ ہو اور جب جیسی ضرورت ہو اس سے رہنمائی مل سکے۔

اس حیثیت سے دیکھا جائے تو آپ کی زندگی ایک روشن اور کھلی ہوئی کتاب ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ نہیں جس پر استبداد زمانہ کا اثر ہوا ہو۔ سیرت کا کوئی پہلو چھپا نہیں رہ گیا۔ صحابہ کرام نے تو نبوت کے آفتاب عالم تاب کی ایک ایک کرن کو تاریخ عالم پر اس طرح ثبت فرما دیا ہے کہ انوار نبوت کا ایک ایک گوشہ و کونہ احادیث و سند

کی کسوٹی پر چھان پھٹک کر پرکھا اور دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً آپ کن کن کھانوں کو پسند فرماتے اور کس کس قسم کے لباس استعمال فرماتے۔ کن مجالس میں نشست و برخاست پسند فرماتے۔ کس کس مقام پر کیا کیا ارشاد فرمایا؟ آپ کا مبارک و مسعود سراپا کیا تھا۔ یہ اور اس سے کہیں زیادہ معلومات کتب احادیث و وغیرہ سے بہ آسانی معلوم کی جا سکتی ہیں۔ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ کارخانہ قدرت میں کوئی فرد بشر بھی رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی صورت بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسرائیلی نوشتوں میں لکھا ہے کہ ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء دنیا میں تشریف لائے۔ ان کی زندگیوں کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مقابل رکھا اور پرکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان واضح طور پر نمایاں اور ممتاز نظر آئے گی۔ اکثر انبیاء کرام کے تو اسماء مبارکہ بھی صحیح طور پر محفوظ ہیں۔ اور جن کے نام قرآن پاک کے صدقے ہمیں میسر آ گئے چونکہ قرآن حکیم نسل انسانیت کی ہدایت و اخروی نجات کا ضامن ہے۔ اس لئے سابق انبیاء اور ان کی اقوام کی تفصیلات اس کے موضوعات سے خارج ہیں۔ یہ فضیلت ہمارے جان سے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بس کرتی ہے۔ کہ ان کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک فرمودہ محض کتب تاریخ کی زینت ہی نہیں بلکہ انسانی دلوں اور دماغوں میں بھی محفوظ ہے۔

۲۔ مرجع خلائق ہونا

اس مبارک صفت کے لحاظ سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یکتائے روزگار ہیں۔ کیا کسی نے خوب کہا ہے ؎

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی!

خالق کردگار نے آپ کو اس قدر جامع صفات پیدا فرمایا کہ اولاد آدم کی جمیع حسنات آپ میں سمو دیں جیسے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ان ہی ستودہ صفات کے باعث انسانیت مجبور ہو کر رہ گئی کہ آپ سے ہی ہمہ جہت رہنمائی حاصل کرے۔ یہ بھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہت اور پہلو دار شخصیت ہی کا کرشمہ ہے۔ کہ ان سے زندگی کے ہر پہلو کے لئے ہر فرد کو ہدایت حاصل ہو سکتی ہے مثلاً ایک یتیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپنے اور یتیمی کی زندگی سے سبق لے سکتا ہے۔ رضاعی ماں کا حق حلیمہ سعدیہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بھر کے برتاؤ سے واضح ہو جاتا ہے۔ اولاد کی پرورش و تربیت میں رہنمائی حاصل کرنے والا خاتون جنت کے ابا کو دیکھے۔ بڑی عمر کی بیوی سے پناہ مانگنے والا خدیجۃ الکبریٰ کے خاوند کو دیکھے۔ چھوٹی عمر کی بیوی سے کسی کو واسطہ پڑے تو عائشہ صدیقہ کے خاوند کو دیکھے جرنیل دشمن کی بے پناہ فوجوں سے برد آزما ہونے کے لئے سالار سپاہ مسلمین بدر کو دیکھے اور مفتوح قوم سے سلوک سا سبق لینے والا فاتح مکہ کو دیکھے۔ مصائب سے دو چار قیدی شعب ابی طالب کے اسیر کو دیکھے۔ درس مساوات کا متمنی جنگ احزاب میں بھوک سے نڈھال پیٹ پر دو پتھر باندھ کر کام کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ (فداہ ابی و امی) کو دیکھے۔

تو یقیناً ان سب مواقع پر یا جیسا بھی کوئی اور موقعہ ہو۔ حبیب رب العالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی راہنما نظر آئیں گے۔ پس یہی شان جامعیت ہے جس کو دیکھ کر اپنے کیا غیر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو جامع صفات اور کامل راہنما ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ چونکہ کامل مصلح انسانیت وہی شخص ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ عمل کرنے والا بھی ہو۔ اسی لئے دنیا ہمارے آقا و مولیٰ کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے جیسا کہ جرنیل خود نہیں لڑتا صرف فوج کو لڑاتا ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جس غزوہ میں شریک ہوئے اگلی صف میں سب سے آگے رہے۔ تنگی و عسرت کے وقت صحابہؓ نے ایک ایک پتھر پیٹ پر باندھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس قدر تنگی اٹھائی کہ دو پتھر تک باندھنے کی نوبت آئی۔ عبادات فرائض کے علاوہ بھی کثرت سے بجا لاتے۔ جیسے رمضان کے علاوہ شعبان کے روزے۔ ساری ساری رات نوافل میں قیام کرنا۔ نمازوں میں تہجد، اشراق اوابین وغیرہ کا اضافہ کر لینا، وغیرہ وغیرہ۔ سو ایسی بے شمار مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کرنے کا حکم دیا اس سے کہیں زیادہ کر کے بھی دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مسعود زندگی بنی نوع انسان کے لئے کامل، اکمل اور افضل ترین اسوۂ حسنہ ہے۔

لہٰذا ہمیں اس خالق انس و جان کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ جس نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!!!

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ ہادی و مرشدؐ کی مکمل تابعداری کرتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے معاشرے کو دکھی دنیا کے لئے معاصی سے نجات کا نمونہ بنا کر پیش کریں اور اقوام عالم کو تبلیغ و حسن اخلاق کے طفیل خدا کے دروازہ پر لا کھڑا کریں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی زندگی و عقبیٰ کو کامیاب بنا کر اور سرخرو ہو کر اللہ و نبیؐ کے حضور پیش ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

(بشکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا اٹک کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۹)

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ۔ یہ پہلی وہ قسم تھی کہ جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا تھا ان کے متعلق فرمایا کہ ان کو چار ماہ کی مہلت دے دیجئے۔ اور ان سے کہہ دیجئے کہ چار مہینے تمہیں دئے جاتے ہیں۔ تم ان میں سوچ لو اور اس کے بعد پھر تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی عہد باقی نہیں رہے گا۔ دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔ اُن کے بارے میں فرمایا۔ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ —— اور اعلان ہے —— اَذَان کا معنیٰ اعلان —— ہم جو بانگ دیتے ہیں یہ بھی اعلان ہوتا ہے کہ آؤ نماز پڑھنے کے لئے، آؤ جس بات کی تم نے گواہی دی گھر بیٹھ کر۔ ہم کیا کہتے ہیں؟ کلمہ پڑھتے ہیں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ یا کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط۔ موذن کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے اِدھر آ، چل۔ اب اعلان ہو گیا۔ جس بات کو تو نے گھر بیٹھ کر، دفتر میں بیٹھ کر کہا، محفلوں میں بیٹھ کر کہا۔ اب ذرا مسجد میں آ۔ اذان کا معنیٰ کیا؟ اعلان —— اس لئے اذان سننے کے بعد مسجد کو جانا ضروری ہو جاتا ہے میرے بزرگو! اجابت موذن واجب ہے۔ یعنی زبانی طور پر موذن اگر اذان کہے تو سننے والا خاموش ہو جائے۔ کوئی کام دھندا نہ کرے —— قرآن مجید اگر پہلے سے پڑھ رہا ہے تو اس کی تلاوت کو نہ چھوڑے۔ اور اگر پہلے سے نہیں پڑھ رہا تو پھر فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن بہتر ہے اذان سے۔ پھر قرآن پڑھتا رہے آہستہ آہستہ لیکن نئے سرے سے شروع نہ کرے۔ اور قرآن کے بغیر دوسری باتیں، گپیں شپیں، کھیل کود جتنا ہوتا ہے یہ تو بھائی شرعاً ناجائز ہے۔ اجابتِ اذان واجب ہے قولاً بھی اور عملاً بھی۔ قولاً کا معنیٰ کیا ہے؟ جیسے موذن کہتا ہے، یہ بھی کہے، دہرائے اس عہد کو، اس اقرار کو۔ عملاً کا معنیٰ کیا ہے؟ کہ اب نماز کی طرف قدم اٹھائے۔ وہ تو بلا رہا ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ —— اب آ۔ کلمہ تو پڑھ لیا۔ کلمہ کوئی آسان چیز ہے؟ کلمہ پڑھنے کے بعد ذرا مسجد میں تشریف لے آؤ —— اذان ہو گئی ہے —— پہنچو —— بات سمجھی —— اس لئے فرمایا۔ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ۔ تکذیب موذن کفر ہے۔ علماء لکھتے ہیں موذنوں کو جھوٹا کہنا (نعوذ باللہ) انسان کافر ہو جاتا ہے جھوٹا کہنے پر، ویسے نہیں۔ اور اذان کی اجابت نہ کرنا، گناہ تو ہے ہی ہے۔ فسق ہے نماز باجماعت نہ پڑھنے والے اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ نماز باجماعت واجب ہے ہمارے ہاں۔ امام شافعیؒ کے ہاں نماز باجماعت فرض ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی فرض ہے۔ امام مالکؒ کے ہاں بھی فرض ہے۔ ہمارے ہاں واجب ہے۔ یعنی قریب فرض ہی کے سمجھ لیجئے۔ جو لوگ نماز باجماعت نہیں پڑھتے وہ ایک بہت بڑے اجر و ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اِلَی النَّاسِ —— لوگوں کی طرف۔ ناس کا لفظی معنیٰ لوگ ہیں۔ قرآن مجید میں عموماً یہ کلمہ کافروں کے لئے آیا ہے۔ اس لئے علمائے قرآنیات نے ایک فائدہ بیان فرمایا ہے کہ جن سورتوں میں الناس کا کلمہ زیادہ آیا ہے وہ مکی ہیں۔ اس لئے کہ مکہ میں رہنے والے اکثر کافر ہی تھے۔ معنیٰ یہ ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافروں کو اعلان کیا جاتا ہے یوم الحج الاکبر بڑے حج کے دن۔ حج اکبر کے متعلق یہ جو آتا ہے کہ جمعہ کو جو حج آئے یہ حج اکبر ہے۔ یہ کوئی باسند بات نہیں بلکہ اگر اللہ قبول کرلے تو ہر حج حج اکبر ہے ویسے جو اصطلاح ہے علمائے تفسیر کی وہ فرماتے ہیں کہ حج نام ہے بیت اللہ کے ارادے کا۔ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ۔ حج کا معنیٰ ارادہ کرنا بیت اللہ شریف کا۔ اس حج کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے حج اکبر، ایک ہے حج اصغر۔ حج اکبر وہ ہے کہ جس میں خانے کعبے کا طواف ہو، جس میں صفا مروہ کے درمیان دوڑ لگائی جائے اور عرفات کے میدان میں جاکر کھڑا ہو، یہ حج اکبر ہے جسے ہماری بولی میں حج کہتے ہیں۔ دوسرا ہے حج اصغر، چھوٹا حج، جسے اصطلاح شریعت میں عمرہ کہتے ہیں۔ خانے کعبے کا طواف کیا جائے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی جائے۔ عمرہ بھی کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ رمضان میں ایک عمرہ کر لینا انسان کے سال کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اب تو مسلمانوں میں عمرے کی سنت ختم ہو رہی ہے۔ تبلیغی جماعت والے ہمارے بھائی جاتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ حج کے سوا عمرہ بھی میرے بزرگو! ایک عبادت ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تو عمرہ بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح حج ضروری ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عمرہ کرلے تو بہتر ہے واجب نہیں ہے، ضروری نہیں ہے۔ تو حج اکبر سے مراد کیا ہے؟ حج کا دن —— یہ حج کا دن تھا عرفات کے میدان میں سارے مسلمان اکٹھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کو پہلے بھیجا، پھر علی مرتضیٰؓ کو بھیجا کہ جا کر لوگوں کو اعلان سنا دیجئے۔ کون سا اعلان؟ آگے آرہا ہے۔ حج اکبر سے

مراد؟ بڑا حج - اور بڑا حج کون سا ہے ؟ یہ عام حج جو کیا جاتا ہے جس میں لوگوں کا اجتماع زیادہ ہوتا ہے ، حج اصغر سے مراد عمرہ ہے۔ کیا اعلان سنا دیجئے ؟ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۵ وَرَسُوْلُہٗ ۔ بے شک اللہ بیزار ہو چکا ہے مشرکوں سے اور اللہ کا رسولؐ بھی بیزار ہو چکا ہے مشرکوں سے - فَاِنْ تُبْتُمْ ۔ پس اگر تم توبہ کر لو اے کافرو — ! فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ پس یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ - اور اگر اب بھی تم اُلٹے رہے ، روٹھے رہے ، منہ موڑے رہے — فَاعْلَمُوْٓا - پس جان رکھو - اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ ط تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے - وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۵ اور بشارت دے دیجئے کافروں کو دردناک عذاب کی - صدق اللہ العلی العظیم - انشاءاللہ زندگی رہی تو آئندہ اس کی تفسیر عرض کر دی جائے گی۔

دعا یا اللہ! یہ تیرا کلام تیری توفیق کے ساتھ پڑھا گیا۔ اس کے متعلق جو کچھ تیری رضا کے لئے عرض کیا گیا یا اللہ تو اسے قبول فرما - اگر کوئی خامیاں ہیں تو مجھے بھی میرے ان بھائیوں کو بھی سمجھ نصیب فرما - یا اللہ ! ہم سب کو اخلاص سے اس پر عمل کی توفیق عطا فرما - جو بھائی کسی بھی ذہنی ، علمی ، عملی دنیاوی مصیبت میں پریشان ہیں - اللہ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے - اللہ ان کی دستگیری اور اعانت فرمائے - اللہ تعالےٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے - اللہ ہمارے اکابر کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے - اللہ تعالےٰ مصری مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے - اللہ دنیائے عرب کو پھر وہی عروج نصیب فرمائے جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حاصل تھا - اللہ تعالےٰ اسرائیل کو اور یہودیوں کو دنیا سے شکست فاش کے ساتھ ذلیل فرما رہے - اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اتحاد کی دولت سے نوازے - جس طرح آپ مجھ جیسے ادنیٰ سیہ کار کو نوازتے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو بھی نوازے - وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَجَمَالِ عَرْشِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

بقیہ : حضرت بلال رضؓ

" اگر تمہیں بلالؓ پر اتنا ہی رحم آتا ہے تو خرید کیوں نہیں لیتے "

حضرت ابوبکر صدیقؓ اسی وقت حضرت بلالؓ کو خرید لیا اور آزاد کر دیا - لیکن بلال آزاد ہونے کے بعد اپنے وطن واپس نہیں گئے بلکہ خدمتِ نبویؐ میں مستقل حاضری اختیار کر لی -

صحبتِ نبویؐ کا جو اثر دوسروں کے قلوب پر پڑتا تھا - اس کا نمونہ حضرت بلالؓ کے واقعاتِ زندگی سے ترشح ہوتا ہے - اس لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا یہ خیال کہ صحابۂ رسولؐ کے درجہ کا کوئی شخص اُمتِ محمدیؐ میں نہیں ہوا - کس قدر وسعت اور حقیقت ہے - حضرت بلالؓ کا درجہ بلند تر تھا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ کی دوستی پر فخر کرتے تھے حضرت عمرؓ ایسا جلیل القدر خلیفہ اور انسان بھی برملا یہ کہہ دیتے تھے کہ بلالؓ میرا آقا ہے

حضرت ابوجندلؓ اور ابوالبصیرؓ کو ۶ھ میں معاہدۂ حدیبیہ کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کے حوالے کر دیا - صحابۂ رسولؐ اس واقعہ سے رنجیدہ تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

" اگر ایمان کامل نہیں تو وہ ہمارے کام کے نہیں ہیں اور اگر ان کا ایمان کامل ہے تو وہ کفار میں جاکر اسلام پھیلائیں گے "

حضرت بلالؓ کے مصائب سننے کے بعد کوئی شخص ایسا ہے جس کا دل بھر نہ آئے گا ؟

حضرت بلالؓ کو ان کی مصیبتوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چھڑایا اور چھڑانے سے بڑھ کر میرے نزدیک آزاد کرنے کا درجہ ہے - کیونکہ بلالؓ ایسے محبِ اسلام کو جو ایک نعمت غیر مترقبہ تھے اپنے قبضہ میں کرنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انہیں آزاد کرانا -

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵

ترجمہ : تم نیکی تک نہ پہنچو گے جب تک اپنی محبوب شئے خرچ نہ کرو گے کی پوری تعمیل تھی - میرے خیال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے ہجرت کرنا جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں زیادہ بیان کیا جاتا ہے - اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کے علوئے مرتبت کے متعلق حضرت بلالؓ کی رہائی اور آزادی کی داستان بھی بیان کرنا چاہئے -

بقیہ : مصعب بن عمیر رضؓ

سختی سے سرزنش کی جائے اور فوراً مدینہ سے رخصت کر دیا جائے - اہل قبیلہ سے مل کر کے مصعبؓ کے پاس آئے -

مصعبؓ ایک کنوئیں پر بیٹھے سورتوں کی تلاوت کر رہے تھے اور وہاں موجود لوگوں کو ان کا مطلب سمجھا رہے تھے - سعد کو دیکھ کر ذرا سراسیمہ نہ ہوئے بلکہ بلا کر پاس بیٹھنے کو کہا -

سعد ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے - کچھ تو اتفاقاً اور کچھ رفع تجسس کے طور پر اب مصعبؓ نے از سر نو آیتیں پڑھنی شروع کیں - کچھ ایسے سوز و گداز سے کہ سعد کو اپنا دل کھنچتا نظر آیا - مصعبؓ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ تیر و نشتر کا کام کر رہا تھا - اعجاز قرآنی نے کچھ ایسا مسحور کیا کہ ضبط کی کوشش کرتے کرتے سعد تھرتھرا کر کھڑے ہو گئے - بآواز بلند

" لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ "

کا اعادہ کیا اور ایسے عالم میں واپس لوٹے کہ تمام جسم پر ہیبت زدگی سے کپکپی طاری تھی - یہاں سب انتظار میں تھے سعد آتے ہی بولے " میرے قبیلے کے لوگو! آج میں نے وہ دین قبول کیا ہے جو ہر طرح افضل و اعلیٰ ہے - تمہاری فلاح بھی اسی میں ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی دنیا اور عاقبت سدھار لو "

انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا - رنگ تو دور ہو ہی رہا تھا صرف صیقل ہونے کی دیر تھی - چنانچہ نہ صرف قبیلہ عبدالاشہل نے اسلام قبول کیا بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں پورا مدینہ مسلمان ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تشریف آوری کی دعوت ۳

توبہ و استغفار

حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور
مرتبہ : محمود احمد عارف

و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ ۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ کہ ہر بنی آدم بار بار غلطی کیا کرتا ہے ۔ اور خطا کاروں میں بہتر وہ ہیں جو بار بار توبہ کرتے ہیں ۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل بنی آدم خطاء یعنی تمام بنی آدم بار بار غلطیاں کرنے والے ہیں مگر خیر الخطائین التوابون ۔ یعنی ان غلطی کرنے والوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو بار بار توبہ بھی کرتا رہے ۔

معلوم ہوا کہ انسان سے غلطی ہوتی رہتی ہے ۔ ایک دو بار ہی نہیں بلکہ بار بار غلطی ہوتی رہتی ہے اور غلطی کرنے بھی سب بنی آدم ہیں یہ اور بات ہے کہ کوئی بڑی غلطی کرتا ہے تو کوئی چھوٹی غلطی ۔ بعض کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور بعض صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں اور بعض سے خلاف اولیٰ کام کرنے کی غلطی ہوتی ہے ۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ خیر الخطائین التوابون کے زمرہ میں ہم اس وقت داخل ہوں گے جب ہم ہر وقت اپنی غلطیوں اور اپنی خطاؤں پر نظر رکھیں ، اپنی نیکیوں اور بھلائیوں پر مغرور نہ ہوں ۔ اگر ہم نے اپنے نفس کا احتساب نہ کیا ، اپنے عیوب اور گناہوں پر نظر نہ رکھی تو ظاہر ہے کہ توبہ و استغفار بھی نہیں کریں گے ، گناہ تو کرتے رہیں گے مگر گناہوں پر توبہ نہ کریں گے ۔ گویا غلطیاں اور خطائیں تو ہم سے ضرور صادر ہوں گی ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کل بنی آدم خطاء ۔ مگر گناہوں پر نظر نہ رکھنے کے باعث توبہ کرنے والوں میں سے نہ بنیں گے ۔ اور خیر الخطائین التوابین میں ہمارا شمار نہ ہوگا ___ تو چاہئے کہ ہر وقت اپنی خطاؤں اور کمزوریوں پر نظر رکھیں ۔ اور بار بار نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں اگر کسی کو اپنے آپ میں کوئی بھی غلطی اور خامی نظر نہ آئے تو یہ بھی ایک طرح کی خطا اور گناہ ہے اس لئے اس سے بھی توبہ کرنی چاہئے ۔

حضرت ابو سعیدؓ ایک امید افزا روایت کرتے ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے (حق تعالیٰ سے) کہا ۔ وعزتک یا رب لا ابرح اغوی عبادک ما دامت ارواحھم فی اجسادھم یعنی اے پروردگار! تیری عزت کی قسم ، میں تیرے بندوں کو اغوا کرتا رہوں گا ، بھٹکاتا اور بھٹکاتا رہوں گا ۔ (اس وقت تک کہ) جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی ۔ یعنی جب تک وہ زندہ رہیں گے تب تک میں انہیں راہ راست سے بھٹکاتا رہوں گا ۔

تو حق تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وعزتی و جلالی و ارتفاع مکانی لا ازال اغفر لھم ما استغفرونی ۔ یعنی مجھے اپنی عزت و جلال اور بلندئ مقام کی قسم میں (بھی) معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ توبہ کرتے رہیں گے ۔ مطلب یہ ہوا کہ جب بھی میرے بندے سچے دل سے توبہ کریں گے میرے دربار سے انہیں معافی مل جائے گی ۔ حتیٰ کہ روایات میں آتا ہے کہ جب یہ دیکھ لو کہ کسی آدمی نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہے تو پھر اس کو اس گناہ کا طعنہ دینا جائز نہیں کیونکہ توبہ کے بعد قوی امید ہے کہ خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا ہوگا ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے رہتے ہیں کہ جب تک اس پر غرغرہ کی کیفیت نہ طاری ہو مطلب یہ ہے کہ عالم آخرت نظر آنے سے پہلے پہلے توبہ کرے ، بعد میں توبہ قبول نہیں ۔ کیونکہ پھر ایمان بالغیب نہیں رہتا ۔ حالانکہ مقصود ایمان بالغیب ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص استغفار کو اپنا معمول بنا لے ۔ اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر تنگی سے (نکلنے کا) راستہ بنا دیں گے اور ہر غم سے کشادگی پیدا ہو جائے گی اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا ۔

اصل میں بندہ اور خالق کے درمیان تعلقات گناہ سے خراب ہوتے ہیں ۔ اور توبہ و استغفار اس تعلق کو استوار کرتے ہیں ۔ توبہ سے دل گناہوں کی آلائش سے پاک ہو جاتا ہے ۔ حق تعالیٰ اور بندہ کے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ۔ اور پریشانیاں کافی حد تک کم ہو جاتی ہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں قائم رکھے گا ، میں تجھے بخشتا رہوں گا ، معاف کرتا رہوں گا ۔ جو بھی تیرے اندر گناہ ہوں ___ اور مجھ کو کوئی پرواہ نہیں ۔ اور فرمایا ۔ اے ابن آدم ! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کے برابر (بھی) پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرے تو تجھے معاف کر دوں گا ۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ___ پھر فرمایا ۔ اے انسان ! اگر

تو میرے پاس اتنے گناہ لے کر آئے کہ جو ساری زمین کو بھر دیں۔ البتہ میرے پاس شرک سے صاف ہو کر آئے تو میں اتنی ہی مغفرت ساتھ لے کر ملوں گا۔

گویا گناہوں کی کثرت میں بھی ناامید نہ ہونا چاہئے۔ اگر گناہ زیادہ ہیں تو حق تعالےٰ کی رحمت و مغفرت کا دائرہ بھی تو بہت زیادہ وسیع ہے۔

حدیث شریف میں اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد ولا ابالی یعنی مجھے کوئی پرواہ نہیں کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف کر سکتا ہوں مجھے کوئی روکنے والا نہیں

ایک حدیث شریف میں ہے (جو حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی استغفار کرتا رہے اللہ کے یہاں وہ توبہ کرنے والوں میں شمار ہوگا۔

بات یہ ہے کہ آدمی گناہ سے توبہ کر لیتا ہے، پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے، پھر غلطی کر بیٹھتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے تو اب اس آدمی کا شمار بار بار گناہ کرنے والوں میں ہوگا یا بار بار توبہ کرنے والے خوش نصیبوں میں، کن لوگوں کی فہرست میں اس کا نام درج ہوگا تو آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتلایا کہ اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوگا جو گناہوں پر ڈٹے ہوئے ہوں بلکہ ان میں ہوگا جو بار بار توبہ کرتے ہیں۔ اور فرمایا چاہے وہ دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ کرے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی بے پناہ رحمت اور بہت بڑا کرم ہے ـــ اللہ تعالےٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

کی مجلس کے اندر تشریف فرماتے۔ انہوں نے کہا "حضرت! ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں"۔ تو حضرتؒ نے فرمایا "بھائی! ایمان کی تعلیم تو وہی ہے جو ہم آپ تشریح کرتے ہیں لیکن میرا پچھتر سالہ تجربہ یہ ہے کہ ایمان اللہ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے اور اللہ کے فضل سے باقی رہتا ہے۔ فرماتے ہیں آپ کی کیا بات کروں، میں اپنے ایمان سے مشوش ہوں، شیطان ہر وقت پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کہیں پٹخنی نہ دے دے۔ اس لئے جب تک قبر میں ایمان سلامت نہ چلا جائے میں اپنے ایمان سے مطمئن نہیں ہوں چہ جائیکہ میں دوسروں کی بات کروں۔

تکبر سے بچنے کی اسلامی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین میں اپنے سے اعلیٰ کی طرف توجہ کیجئے، دنیا میں ادنیٰ کی طرف۔ مثلاً آپ کو پنجوقتہ نماز کی توفیق ہے، آپ اپنے ذہن کو کہیں کہ فلاں جو ہے اس کی تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی، اشراق کبھی نہیں چھوٹی، اوابین نہیں کبھی خطا ہوئی۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں میں کیا حیثیت رکھتا ہوں! اور دنیا کے معاملے میں کہیں کہ مجھے تو اللہ نے کم از کم اتنا دے رکھا ہے فلاں کے پاس تو یہ بھی نہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی کہ بچارے کے جوتا نہیں تھا، پریشان ہو گئے۔ باہر جا کے دیکھا ایک آدمی کے پاؤں نہیں تھے۔ کہنے لگے یا اللہ تیرا شکر ہے جوتا نہیں دیا، پاؤں تو دے رکھے ہیں اگر تو پاؤں سے محروم کر دیتا تو میں کیا کر سکتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ یاد آیا کہ

بقیہ: مجلسِ ذکر

شیطان ہر وقت گھات لگائے بیٹھا رہتا ہے

جس طرح کہ چراغ جل رہا ہو ہوا آئے تو فوراً پھک سے بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح کتنی بھی نیکیاں آپ کی ہوں، تکبر کی بُو بھی آ گئی تو جس طرح چراغ ہوا سے بجھ جاتا ہے۔ وہ نیکی اور رحمت کا چراغ بھی تکبر کی بُو سے بجھ جاتا ہے۔ حضرتؒ ایک دفعہ کراچی میں علماء

وہ جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہوتے اور بعض اوقات مضامین عالی سامنے آتے تو فوراً مضامین روکنا شروع کرتے محض اس لئے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو بہت بڑا آدمی ہے - یعنی تکبر کا دل سے احساس نکالنے کے لئے - اسی طرح بعض اوقات نیک اعمال کرتے ہوئے ان کو خیال آتا کہ میں بڑا ہی نیک ہو گیا ہوں تو فوراً اپنے آپ کو درست کرتے -

حضرتؒ نے شیطان کے وار کو لا کی تلوار سے روکا

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب تقریر کر رہا ہوتا ہوں تو خیال یہ آتا ہے کہ کتنی اچھی تقریر ہو رہی ہے، کیسی ٹو دی پوائنٹ (TO THE POINT) اور قرآن کے مطابق جا رہی ہے تو پھر میں اپنے نفس پر شیطان کا حملہ دیکھ کر کے لا کی تلوار سے اس کی گردن کاٹتا ہوں اور عین دورانِ تقریر میں توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ درست کرتا ہوں - حضرتؒ فرمایا کرتے تھے وہ مجھ پر حملہ آور ہوتا ہے تو تم ٹوک گیا ہو؟ - اب آپ اندازہ لگایئے کہ ان بزرگوں کی اگر یہ حالت ہو تو ہم اور آپ کس کھیت کی مولی ہیں؟ -

دعا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی آنکھوں میں چھوٹا ہی بنائے اور دوسروں کی آنکھوں میں بڑا بنائے - دین میں اللہ تعالیٰ اوپر اور دنیا میں نیچے کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے - ہمارا معاملہ الٹا ہو گیا ہے - دنیا میں اوپر کو دیکھتے ہیں، دین میں نیچے کو دیکھتے ہیں کہ فلاں نے اتنا بھی عمل نہیں کیا، ہم نے یہ کر دیا، اور فلاں کے پاس اتنی دولت ہے، ہمیں اتنی بھی میسر نہیں - یہ نہیں ہونا چاہیئے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو سب سے پہلے اپنے نفس کو پھر دوسروں کو نیکی اور بھلائی کی طرف رغبت دلانے کی توفیق دے اور ہماری اور ان کی نجات کا ذریعہ بنائے - اللہ تعالیٰ فخر و غرور، ناز و تکبر اور گھمنڈ سے محفوظ رکھے - آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ: ناظمِ اعلیٰ اوقاف کا ....

دونوں لاہور کے ایک جیّد اور ہردلعزیز عالم دین مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں کے خلاف جب بعض غلط فہمیوں کی بناء پر تبادلہ کے احکام جاری کر دیئے تو مغربی پاکستان کے جلیل القدر علماء کرام اور جمعیۃ علماءِ اسلام کے ممتاز دینی راہنماؤں اور اہل شہر کے ایک وفد نے جناب محمد مسعود صاحب ناظمِ اعلیٰ اوقاف کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے کمال شفقت و ہمدردی سے علماءِ کرام کے موقف کی تائید کرتے ہوئے مولانا کے تبادلہ کے احکام منسوخ کر دیئے — یہ اندازِ عمل اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جناب محمد مسعود صاحب علماءِ کرام کا اعزاز و اکرام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں -

ہم ناظمِ اعلیٰ اوقاف کے اس مستحسن اقدام پر ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی علماءِ کرام سے براہِ راست رابطہ قائم رکھیں گے اور ان کی مشاورت سے مسائل حل کرنے کی کوشش فرمائیں گے -

بقیہ: خطبہ جمعہ

جنت میں وہی شخص جائے گا جس کے دل میں خوف خدا اور روزِ حساب کا ڈر ہو گا - چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ خوفِ خدا سے ایمان اور ایمان سے اسلام پیدا ہوتا ہے اور اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ خوفِ خدا جنت کی کنجی ہے — ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ واضح طور پر فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کی ماں ایمان ہے اور ایمان کی ماں خوفِ خدا ہے - گویا بالفاظِ دیگر ایمان و اسلام، خوفِ خدا اور روزِ حساب کے ڈر کی کوکھ سے پیدا ہوتے ہیں -

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوفِ خدا اور روزِ حساب کا ڈر اپنے دلوں اور دماغوں میں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکت سے ہمارا کوئی قدم بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ اٹھے - آمین یا الٰہ العالمین!

اعلانِ توبہ

شیخ الاسلام مجاہد اعظم حجۃ اللہ فی الارض جامع شریعت و طریقت حضرت اقدس مولٰینا و شیخنا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کی شانِ گرامی میں میرے قلم اور میری زبان سے جو ناشائستہ اور ناروا اور غلط کلمات ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک صادر ہو چکے ہیں میں ان سب پر صدق دل سے نادم ہو کر رجوع کرتا ہوں اور بارگاہِ ایزدی میں صدق دل سے استغفار کرتا ہوں (اللہ میری توبہ قبول فرمائے) اس پر تفصیلی مقالے کا انتظار فرمائیں جو انشاء اللہ آئندہ ماہ تک شائع ہو جائیگا -

راجی رحمت الہم، ننگ خلائق یوسف سلیم چشتی الحسینی عفی عنہ

انجمن خدام الدین نوشہرہ کے زیرِ اہتمام

سہ روزہ محافل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر ضلع پشاور کی تیسری سہ روزہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم محفل انشاء اللہ العزیز ۷، ۸، ۹ جون بمطابق ۹، ۱۰، ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار تقویٰ مسجد بالمقابل گورنمنٹ کالج نوشہرہ میں زیر سرپرستی استاذ العلماء امام الاتقیاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم امیر انجمن خدام الدین نوشہرہ و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک منعقد ہو رہی ہے - جس میں انشاء اللہ العزیز حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم (متوقع) (۲) جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری (۳) حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، (۴) حضرت مولانا محمد اجمل صاحب لاہور، (۵) حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کیمبل پور، (۶) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی - (۷) حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم، (۸) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مردان، (۹) ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور، (۱۰) حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق اکوڑہ خٹک، (۱۱) شاعر اسلام حضرت امین گیلانی، (۱۲) صوفی احمد بخش چشتی جھنگ، (۱۳) حافظ عبدالحمید صاحب تلہ گنگ، (۱۴) قاری فیوض الرحمن مانسہرہ، تشریف لا کر حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک واقعات زندگی کے مختلف پہلو کو اجاگر فرمائیں گے -

ضروری نوٹ:- یہ اجلاس محض اصلاحی و تبلیغی ہوگا - باہر سے آنے والے حضرات اپنے طعام و قیام کے خود ذمہ دار ہوں گے - (الداعیان الی الخیر)

(احمد عبدالرحمن صدیقی ناظم اعلیٰ و اراکین انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر)

تنظیم اہل سنت پاکستان

تنظیم اہل سنت پاکستان کی ماہانہ میٹنگ ۲۹ جون کو مرکزی دفتر تنظیم اہل سنت پاکستان ملتان میں منعقد ہو گی - تمام مبلغین حضرات تاریخ نوٹ فرمالیں -

کتاب سیدنا معاویہؓ

مذکورہ کتاب پر "خدام الدین" میں تبصرہ ہو چکا ہے اب اس کتاب کے بارے میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی رائے گرامی ملاحظہ فرمایئے:—

"کتاب "سیدنا معاویہؓ" مصنفہ مولانا حکیم محمود احمد صاحب ظفر سیالکوٹی احقر نے اول سے آخر تک پوری پڑھی اور اس کی دلچسپ تعبیر، بلاغت بیانی اور تسلسل واقعات کے سبب پورا پڑھے بغیر چارہ کار بھی نہ تھا۔

کتاب مسئلہ مشاجرت صحابہ اور سیرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تاریخ، تفسیر اور حدیث کی روایات کا نچوڑ اور صحت فکر کا مرقع ہے۔ سیدنا معاویہؓ کی ذاتی عظمت و جلالت اور شرف صحابیت کی وجہ سے بلندیٔ مقام کو جن غلط تاریخی روایات کے نیچے دبائے رکھنے اور اصل حقیقت کو تعصبات کے غلیظ پردوں میں چھپائے رکھنے کی جو کوششیں ایک خاص نقطۂ نظر کے ماتحت کی جاتی رہی ہیں اس کتاب نے ان غلیظ پردوں کو چاک کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی عظمت و شان نکھار کر سامنے رکھ دی ہے۔

خصوصیت سے کتاب کا مقدمہ تاریخ اور تاریخی روایات کے ردّ و بدل کے اصولوں کا ایک بہت ہی قابل قدر اور کارآمد مجموعہ ہے جس سے حضرات صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے بارہ میں تاریخی روایات کے غث و سمین کو بآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔ قرآن حکیم نے اگر کسی طبقہ کی من حیث الطبقہ یعنی پورے کے پورے طبقہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صحابہ کرامؓ کا مقدس طبقہ ہے۔ اس لئے صحابہؓ کے بارہ میں ہر تاریخی روایت کے رد و قبول کا سیدھا اور صاف معیار قرآن حکیم ہے۔ جس سے مصنف نے جگہ جگہ کام لے کر واضح کر دیا ہے۔ کہ اسلامی ذہن اس سلسلہ میں کسی ایسی روایت پر مطمئن نہیں ہو سکتا جو اس قطعی اور سچے معیار پر پوری نہ اترتی ہو۔ نیز اس باب کی ایسی روایات کے وضع کرنے میں جو حضرات صحابہؓ کی عظمت و جلالت میں شکوک و اوہام پیدا کر سکتی تھیں جن چابکدستیوں سے کام لیا گیا ہے مصنف نے ان سب کی قلعی کھول دی ہے۔ ساتھ ہی اس بارہ میں مستند مورخین کی معیاری شہادتوں اور ان سے بھی بالاتر احادیث نبویؐ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ مستند حوالوں کے ساتھ پیش کر دیا ہے جو اس سلسلہ کے سارے شکوک و شبہات کا قرار واقعی جواب اور استیصال ہے۔ مصنف ممدوح نے محنت شاقہ اٹھا کر اور سینکڑوں کتابوں کی چھان بین کر کے مشاجرت صحابہؓ اور بالخصوص فیصلۂ تحکیم کے بنیادی نقاط سامنے رکھ دئے ہیں جنہیں سامنے رکھنے سے امت مرحومہ تمام ایسی جعلی اور فرضی کارروائیوں کے دام فریب سے بچ سکتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بدظن بنانے اور اس امت میں تفریق ڈالنے کے لئے منافقوں کی طرف سے انجام دی گئیں۔

کتاب ماشاء اللہ محققانہ، سنجیدہ اور اپنے موضوع میں کامیاب اور قابل قدر ہے۔ حق تعالیٰ مصنف کو ہم سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس سعی کو قبول فرما کر مقبول بنائے۔ آمین!"

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۱۶ شعبان ۱۳۸۷ھ

جلسے

● — جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر ۶۸ء مطابق ۳، ۴، ۵ رجب المرجب ۸۸ھ بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس سہ روزہ تبلیغی و تعلیمی جلسہ میں ملک کے مقتدر علماء کرام، بزرگان دین اور مشاہیر قراء شمولیت فرمائیں گے۔

(ابوالحسن قاسمی مہتمم جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ ملتان)

● — مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلریا ۳۷۶/ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جلسہ عام مورخہ ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۹ جون بروز اتوار بعد نماز عشاء ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام تقاریر فرماویں گے۔ مولانا محمد لقمان صاحب علی پور، مولانا منظور احسن صاحب خطیب ملتان، غلام جعفر منتظم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن۔

(سید محمود جاوید حسن ترمذی)

● — دارالعلوم حنفیہ چکوال کا سالانہ اجلاس ۷، ۸، ۹ جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا سید نورالحسن بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، علامہ دوست محمد قریشی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا عبدالعزیز بھٹی، مولانا قائم الدین، مولانا عبدالحکیم، مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا قاری اظہار احمد تھانوی، مولانا محمد اجمل لاہور، سید چراغ الدین شاہ صاحب، مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا محمد سرفراز خان گوجرانوالہ، مولانا مفتی خلیل احمد گوجرانوالہ، سید امین گیلانی وغیرہ شرکت فرما رہے ہیں۔

(عبدالرحمٰن قاسمی خادم دارالعلوم حنفیہ)

● — مدرسہ اشاعت العلوم (پونچھ) آزاد کشمیر کا سہ روزہ سالانہ جلسہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ جون بروز بدھ جمعرات جمعہ منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری شیخ الحدیث خیرالمدارس ملتان، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسہ پلندری اور دیگر مقتدر علماء کرام اور شعراء و قراء شریک ہونگے

(مولانا) محمد یٰسین صاحب مہتمم مدرسہ ہذا)

بچوں کا صفحہ

فضول خرچی کا انجام

فضل احمد تبسم ۔ کالا باغ

عزیز بچو! آج ہم تمہیں ایک ایسی کہانی سنا رہے ہیں۔ جو تم سب کے لئے مفید اور سبق آموز ہے کسی شہر میں ایک بہت ہی غریب آدمی رہتا تھا۔ جو جنگل سے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا گزارہ کیا کرتا تھا۔ اس شخص کو اللہ تعالےٰ نے دو چاند سے بیٹے بھی عطا کئے تھے۔ جب یہ لڑکے کچھ بڑے ہو گئے۔ تو انہوں نے بھی اپنے باپ کے کام میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ روزانہ اپنے باپ کے ساتھ جنگل کی طرف نکل جاتے۔ اور تینوں باپ بیٹے شام کو اپنے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھا کر شہر آتے۔ شہر میں یہ لکڑیاں بیچ کر گھر کا سامان خرید لیتے۔ اور رات آرام کرنے کے بعد دوسرے دن پھر حسبِ معمول اپنا کام شروع کر دیتے۔

باپ بیٹوں کے اتفاق اور مل کر کام کرنے کی وجہ سے اللہ میاں ان پر بہت خوش ہوئے۔ اور جلد ہی ان کے دن پھر گئے اب باپ نے ایک چھوٹی سی دکان نکال لی۔ اور بچوں کو سکول داخل کرا دیا۔ تاکہ کچھ پڑھ لکھ کر قوم کی خدمت کر سکیں۔ اب دو بھائی روزانہ صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف جانے کی بجائے سکول جانے لگے۔

ان دونوں بھائیوں کو سکول جانے سے پہلے جیب خرچ کا ایک ایک پیسہ ملا کرتا۔ پہلے زمانے میں پیسے میں بڑی برکت تھی۔ دونوں بھائی گھر سے پیسہ لے کر بہت خوش ہوتے۔ بڑے بھائی کی یہ عادت تھی۔ کہ پیسہ لے کر جب سکول جاتا۔ تو اپنا بستہ سکول رکھتا۔ اور پھر باہر آ جاتا۔ سکول کے ساتھ ایک چھولے والا کی دکان تھی۔ یہ پیسے کے چھولے لے کر کھا جاتا۔ مگر چھوٹا بھائی ایسا نہیں کرتا تھا۔ اس نے کبھی بھی اپنے پیسے کے چھولے نہیں کھائے بلکہ یہ روزانہ اپنا پیسہ سکول کی اس چھوٹی سی صندوقچی میں ڈال دیتا۔ جو وہاں غریب اور نادار بچوں کی امداد کے لئے رکھی رہتی تھی۔ شریف اور خدا ترس بچے روزانہ اس صندوقچی میں پیسے ڈالتے۔ اور کچھ دن بعد جب یہ صندوقچی پیسوں سے بھر جاتی۔ تو اساتذہ اس کو کھول لیتے۔ ان جمع شدہ پیسوں سے یتیم اور نادار بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا۔ کسی کے کپڑے نہ ہوتے۔ تو اسے انہیں پیسوں میں سے خرید کر دیئے جاتے۔ کسی کا جوتا نہ ہوتا۔ تو بھی یہی پیسے استعمال کئے جاتے۔ غرض ان بچوں کی ہر قسم کی امداد انہیں پیسوں سے کی جاتی۔ جو بچے اس صندوقچی میں پیسے ڈالتے تھے۔ سکول کے استاد اور دوسرے لڑکے انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آوارہ اور فضول خرچ لڑکوں کو ہر وقت بڑا بھلا کہتے۔ یہ تو تھی چھوٹے بھائی کی کہانی!

اب بڑے بھائی کا حال بھی سن لیجئے۔ کہ روزانہ چھولے کھانے سے اس کی یہ عادت پھر کبھی نہ چھوٹ سکی۔ کچھ دن تک تو بڑا بھائی پیسے پیسے کے چھولے کھا کر گزارہ کرتا رہا۔ مگر جب چھولے کھانا اس کا معمول بن گیا۔ تو اس نے پیسے کی بجائے دو پیسے کے چھولے کھانے شروع کر دیئے۔ اسے گھر سے تو پیسہ ہی ملا کرتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک پیسہ چھولے والے کے ساتھ ادھار کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد جب چھولے والے کے کافی پیسے ہو گئے۔ تو اس نے مانگنے شروع کر دیئے۔ مگر اس کے پاس ہوتے تو دیتا۔ بالآخر ایک دن جب یہ بستہ لے کر سکول آ رہا تھا۔ چھولے والے نے اس سے بستہ چھین لیا۔ اور کہا کہ پیسے دو گے۔ تو بستہ دوں گا۔

وہ بہت شرمندہ ہوا۔ چھوٹا بھائی بھی اس کے ساتھ۔ اس نے بھی اسے برا بھلا کہا۔ کہ دیکھو! اگر تم فضول خرچی نہ کرتے۔ اور اگر چھولے کھانے ہی تھے۔ تو ایک پیسے کے کھا لیتے۔

بڑا بھائی شرم کے مارے زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ اس دن اس نے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پڑھ کر گزارہ کر لیا۔ مگر جب گھر پہنچا۔ تو ماں اور باپ نے بستہ پوچھا۔

مجبوراً ساری داستان سنانی پڑی۔ باپ نے اس کی خوب مرمت کی۔ اور پھر چھولے والے کو پیسے دے کر بستہ واپس لے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ ان کا چھوٹا لڑکا اپنا پیسہ سکول میں غریبوں اور ناداروں کے لئے رکھی ہوئی صندوقچی میں ڈالتا رہا۔ تو وہ اس کی ہمدردی پر بہت خوش ہوئے۔ اور اس کی عزت ماں باپ کی نظروں میں بڑھ گئی۔

اب بڑے بھائی کے ہوش و حواس بھی درست ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے کبھی فضول خرچی نہ کی۔ بلکہ جو کچھ گھر سے ملتا۔ پس انداز کر لیتا۔ اور اس طرح دونوں بھائیوں کا مستقبل شاندار ہو گیا۔

دیکھا بچو فضول خرچی کا کیا انجام ہوا۔ ہر طرف سے لعنتیں اور ملامتیں ہوئیں۔

پیارے بچو! تم کبھی فضول خرچی نہ کرنا فضول خرچی کرنے والوں پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے ہیں۔ فضول خرچی کا انجام بہت برا ہے۔ اللہ تعالےٰ فضول خرچی کرنے والوں پر لعنت فرماتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے نیک کاموں کی کوشش کرو۔ بری صحبت میں بیٹھنے اٹھنے سے بچو۔ نماز پابندی سے پڑھو ماں باپ کی عزت کرو جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو اور سچ بولنے کے عادی ہو۔

اگر تم نے نیک کام کئے تو دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ اور آخرت میں بھی نیک کاموں کے صلہ میں جنت میں جگہ ملے گی۔

مَیں مسلماں ہُوں

کیوں نہ اچھا بنوں | سب سے مل کر رہوں
راہ سیدھی چلوں | ہر بدی سے بچوں
مَیں مسلماں ہُوں

جھوٹ چوری دغا | کام جو ہو بُرا
جس سے رَب ہو خفا | دُور اس سے رہوں
مَیں مسلماں ہُوں

جانتا ہُوں مَیں جب | اس سے خوش ہوگا رَب
پھر بڑوں کا ادب | کیوں نہ دل سے کروں
مَیں مسلماں ہُوں

اپنے پیارے نبیؐ | جن کا ہُوں اُمتی
ان کی مَیں پیروی | کیوں نہ عاجز کروں
مَیں مسلماں ہُوں

ایم عاجز

۷ جون ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء